ماھنامہ خالد ربوہ　　مبر ۱۹۸۲　　ایڈیٹر: مرزا محمد الدین ناز

ہر گام پہ فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ رابع حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز

ہر گام پر تائیداتِ الٰہیہ کا ظہور — ہر منزل پر شرفِ ملاقات اور حیات آفریں معجز بیاں کلام کا سرور

ارضِ یورپ کو رشکِ جنّت بنا رہا ہے

اور ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو فضائے پیدرو آباد قرطبہ بھی نعرۂ تکبیر کی پُر سوز صدا سے گونج اُٹھے گی انشاء اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اِسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ

"تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں"

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۲۹ ـــــ شمارہ ۱۱

ماہنامہ

خالد

ربوہ

ستمبر ۱۹۸۲ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

نائب : منیر احمد جاوید

ترتیب

● اداریہ ـــ صـ ۲

● تیرا ہی فیض ہے جو متاعِ حیات ہے (نعت) ـــ ۶

● حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا رُوح پرور خطاب ـــ ۷

● حمد کے گیت گائیں ـــ ۱۵

● غم کے بعد ایک خوشی خبر کے رستے اُتری (نظم) ـــ ۱۶

● حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا حالیہ دورہ ـــ غیر ملکی پریس کی نظر میں ـ ـــ ۱۷

● سپین میں احمدیت کا نفوذ ـــ ۲۱

● مسجد بشارت پیدرو آباد سپین ـــ ۲۹

● مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع ـــ ۳۴

● قرارداد ہائے تعزیت ـــ ۳۵

● قراردادِ تعزیت ـــ ۳۸

● مجلس خدام الاحمدیہ گیمبیا کا پہلا سالانہ اجتماع ـــ ۴۲

● اخبارِ مجالس ـــ ۴۵

پبلشر : مبارک احمد خالد ☆ پرنٹر : سیّد عبدالحی

مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت : دفتر ماہنامہ "خالد" دار الصدر جنوبی ربوہ

قیمت : سالانہ پندرہ روپے ☆ فی پرچہ : ایک روپیہ پچاس پیسے

کتابت : نور الدین خوشنویس ربوہ ☆ رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰

اداریہ

ہر قدم پر اک نئی صُبح قدم چُومے تیرا

حضور پُرنُور اپنے عہدِ خلافت میں بیرونی ملکوں کا پہلا بابرکت دَورہ فرما رہے ہیں۔ سب سے پہلے ملک ناروے میں وُرودِ مسعود ہوا۔ حضور نے سات روزہ قیام میں ناروے کا تفصیلی دَورہ فرمایا۔ مجلسِ شوریٰ کا انعقاد، جماعتوں کو شرفِ ملاقات، پریس کانفرنس سے خطاب، اوسلو کے میئر اور معززین سے اثر انگیز اور ایمان افروز گفتگو ——
الغرض ہر دقیقہ معمور العمل اور ہر لمحہ مخمور الہٰلل۔

ناروے کے بعد آپ مطلعِ سویڈن پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی تمازتِ رُوحانی سے اس خطۂ باردہ کی سرد مہری پگھلنے لگی اور محبّت و پیار کی خُنک ہوائیں ارضِ قلوب میں روئیدگی کے آثار پیدا کرنے لگیں اور اب خشک گھاس ابرِ رحمت کے نتیجہ میں مرغزاروں میں بدلے گی۔ غنچے چٹکیں گے اور غلاظت کے ڈھیروں میں سے کنول کھلیں گے ؎

کیچڑوں میں جس طرح اُگتے کنول کے پھول ہیں ✽ آرہے ہیں اُن سے بھی انصاف پرور خوش شعار

سویڈن کے بعد سیرِ رُوحانی کرتے ہوئے وہ ماہتاب ڈنمارک کی وادیوں میں طلوع ہوا جس نے اپنی نُورانی کرنوں اور رُوحانی تاثیرات سے اس خطۂ سفید کے باطنی حُسن کو نکھارنے اور رعنائی رُوح کو صیقل و روشن کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ جس طرح شبِ تاریک و تار میں بدر طلوع ہو کر ہر ذرّہ کو پُرنُور اور ہر قلب کو پُرسرور کر دیتا ہے اور اس سے ہر رُوح خواہ وہ مؤثرہ ہو یا متاثرہ یکساں طور پر اکتسابِ فیض کرتی ہے۔ اسی طرح اس رُوحانی بدر کے ظہور کا مقصد ہر مَرد و زَن کے قلوب کو منوّر کرنا اور صُلح و امن اور آشتی کی فضا قائم کرنا ہے۔

وہی نُور آج کل اُفقِ جرمنی پر ضوء فگن ہے۔ اس کی ضیا پاشیوں میں ——
جوہرِ تابناک لمعات خیز ہے! راکھ کا ڈھیر بنانے کیلئے نہیں —— بلکہ جوہرِ باطن کو آبدار کرنے اور چمکانے کے لئے۔
آتشِ سوزاں شعلہ زن ہے جسم کو جلانے کے لئے نہیں بلکہ گُداز رُوح کے پگھلانے کے لئے۔

خوشا کہ اب سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور سپین کے اُفقوں پر روشنی کی جھلک نمایاں ہو رہی ہے جو اس بات کی غمّازی کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے افضال و انوار کے نزول اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شبانہ روز دعاؤں کے طفیل۔

- اِن ملکوں کے خفتہ سوتے بیدار ہو رہے ہیں اور ان میں چشمۂ معرفت کا آبِ زُلال جوش مارنے والا ہے۔
- اِن خِطّہ ہائے ارض کا ضمیر جاگ اُٹھا ہے اور دُکھی انسانیت کی تلاش و جستجو اسلام کے حصنِ حصین کو منزلِ عافیت سمجھنے پر مجبور ہو رہی ہے۔
- ان اقالیم کے افلاک پر شفق نمودار ہو چکی ہے جو پیامِ صُبحِ نو کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ (انشاء اللہ العزیز)

شاد ہے میرے دل کی نگری سونا ہے مٹی کا مکاں

ہمارا محبوب ! ہمارا پیارا ! ہماری جان ! ہماری رُوح !
کوئی بتائے تو ہمیں کس دیس میں ہے !
کس خطہ کو اپنی رعنائیوں سے پُر لطف بنا رہا ہے !
کس دیار کو خوشبوؤں سے معطّر کر رہا ہے !
کس منزل کو نغماتِ سرمدی سے محظوظ کر رہا ہے !
کس مقام پر نیرنگیٔ سحر بیاں کے تار و پود بکھیر رہا ہے !
ہاں - وہ جذب ! وہ کشش ! وہ پیار ! وہ عشق !
کہاں ڈھونڈیں، کہاں پائیں !
وہ ترنّم ! وہ سوز ! وہ رقّتِ دلنواز ! —— سُنتے ہی جس کو کھو جائیں !
فضا میں وہ ارتعاش کہاں ہے - !
اے ربوہ کی سرزمین —— کہاں ہے تیری بہار !
کہاں گیا وہ گلعذار جس کے دم قدم سے تھی تُو گلزار !
تلاش کر —— آئینۂ جستجو میں دیکھ —— اہلِ دل کے سربستہ رازوں کو کھنگال ——
صاحبِ حال کی پٹاری کھول —— مقامِ فنا کی منزل سے دیکھ !
یہ فاصلے ! یہ دُوریاں ! یہ بُعد المشرقین ! یہ مسافتِ ارضین !
پیمانۂ جنون و عشق میں ان کی کچھ بھی تو حقیقت نہیں -
ذرا چشمِ ظاہر بند تو کر ! —— اور دریچۂ قلب کو وا کر کے تو جھانک !

وہ پیارا ! وہ محبوب ! وہ دلبر !

آج یہاں اِس ایوانِ ذی شان کا صدر نشین نہیں ہے !

اِس قصرِ لامکاں کے تختِ شاہی پر جلوہ افروز نہیں ہے !

کیا وہی ترنّم اور خوش نوائی گوشِ قلب میں رس نہیں گھول رہی !

کیا وہی خوشبو تیری رُوح کے رُوئیں رُوئیں کو معطر نہیں کر رہی !

کیا وہی نغماتِ سرمدی تیرے تصورات میں رنگینیوں کی عکّاسی نہیں کر رہے !

کیا تیری دُعاؤں کے نذرانے شرفِ قبولیّت پا کر تیرے دِلبر کی دُعاؤں کے تحفوں اور اُن کے شیریں پھلوں سے لذّت یاب نہیں ہو رہے !

اگر ایسا ہے تو تُو بڑا ہی خوش نصیب ہے۔

تیری حالت تو اِس حقیقت کی غمّاز ہے ؎

دِل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

ہاں ! ہاں ! اے قلبِ صافی ! — تُو ہی تو دیارِ حبیب ہے !!

ہر دَم قُرب و وصال کی لذّتوں سے آشنا !
پُرنور — پُررونق
تُو شاد ہے تُو آباد ہے !

لیکن زمان و مکان کی قیود — اور
خاک و خشت کی حدود — کہ

ربوہ سُونا پڑا ہے !!

ع تیری تاریخ کو قومیں ہمیشہ یاد رکھیں گی

اور امیر عبداللہ نے اشک آلود آنکھوں۔ جھکی نگاہوں اور حسرت بھری تمناؤں سے شہر غرناطہ کی چابی فرڈیننڈ ثالث کو دے دی!

سپین میں اسلامی سلطنت زوال پذیر ہو رہی تھی، وہ شاہانہ کرّوفر، وہ شوکت وسطوت، وہ رفعت و عروج اب قصۂ پارینہ بن چکا تھا۔ تخیلات کی پرواز ماضی کی حسین رفعتوں میں کھو کر ایک بے بال و پر مرغِ نیم جاں کی طرح اذیت ناک حسرت میں مبتلا تھی۔

اِک زمانہ تھا کہ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد جیسے اسلامی جرنیلوں کی بدولت یہ خطۂ سپین افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی ہیبت و رُعب کے آگے سرنگوں ہو گیا تھا اور اندلس کی خاک نے ایسے سپوتوں کو جنم دیا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اپنا خون بہانے میں فخر محسوس کرتے تھے اور آٹھ سو سال تک ارضِ اندلس پر کوکبِ اسلام جادۂ ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا رہا لیکن بعد کے حکمرانوں کی رُوحانی خفتگی کے نتیجہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس عظیم الشان اسلامی قلعہ کی کاوشوں سے رقم کیا ہؤا بابِ زرنگار حکومتِ عیسائیت کو سپرد گی کلید پر ختم ہؤا۔

تقدیر الٰہی نے آخری زمانہ میں پھر ارضِ سپین کو عظمتِ رفتہ اور شوکتِ پارینہ سے ہمکنار کرنے کے لئے ابناءِ فارس کو چُنا جنہوں نے اپنے اشکوں سے اس بنجر زمین کو سیراب کر کے روئیدگی کے سامان پیدا فرمائے اور اب احمدیت کے ذریعہ اس خطۂ ارض پر اسلام کی سچائی کا آفتاب ایسے طور پر طلوع ہؤا ہے کہ کوئی طاقت اس کے نور کی اشاعت میں روک نہیں بن سکتی ؛

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۹۷۰ء میں دورہ یورپ کے دوران سپین بھی تشریف لے گئے۔ بسالتِ عسکرِ اسلام کی یادگار حسین اور ملتِ بیضا کی عظمتوں کی امین اس ارضِ طارق پر قدم رکھ کر ایسے درد و کرب کا اظہار فرمایا کہ خدائے ذوالعرش نے اُن تضرعات کو شرف قبولیت بخشا اور دس سال کے اندر اندر تاریخ اسلام نے ایک اَور طارق کو اشہبِ روحانی پر سوار اندلس میں جاتے دیکھا۔ اس طارق نے ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو مسجد بشارت کا سنگِ بنیاد رکھ کر قلوبِ اہلِ سپین کو تسخیر کرنے کے لئے اسلامی مرکز کی بناء رکھ دی۔

اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی خلافت کے پہلے بابرکت دورہ یورپ اوائل ستمبر میں سپین میں تشریف لے جا کر اپنے دستِ مبارک سے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو اس عظیم الشان مسجد بشارت کا افتتاح فرمائیں گے۔

اے اسلام کے متوالو! آستانہ الوہیت پر بعجز و نیاز جھکو تا فضلِ ایزدی ہماری رقت آمیز دعاؤں اور ہیجان خیز صدقات کو بار آور کرتے ہوئے تاریخ اسلام کے اس انقلاب انگیز زرّیں باب کے پُر شوکت آغاز اور اس کے قائم و دائم رہنے والے اثرات کو برکات سے مملو فرمائے ؛

ترا ہی فیض ہے جو متاعِ حیات ہے

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود کا نذرانۂ عقیدت اپنے آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور)

اے شاہِ مکّی و مدنی سید الوریٰ
تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا

تُو میرے دل کا نُور ہے اے جانِ آرزو
روشن تجھی سے آنکھ ہے اے نیّرِ ہدیٰ

ہیں جان و جسم سو تری گلیوں پہ ہیں نثار
اولاد ہے تو وہ ترے قدموں پہ ہے فدا

اے میرے والے مصطفیٰ اے میرے مجتبیٰ
اے کاش ہمیں سمجھتی نہ اُمّت جُدا جُدا

تُو نے مجھے خرید لیا اِک نگہ کے ساتھ
اب تو ہی تُو ہے تیرے سوا میں ہوں کالعدم

ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مرا تجھ سے پیار دیکھ
سانسوں میں بس رہا ہے ترا عشق دمبدم

میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں
تیرے حضور اُٹھ رہا ہے میرا ہر قدم

اے کاش مجھ میں قوّتِ پرواز ہو تو میں
اُڑتے ہوئے بڑھوں، تری جانب سوئے حرم

تیرا ہی فیض ہے جو متاعِ حیات ہے

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

میرے دل میں خواہش یہ ہے کہ خدا کرے کہ ایسا ممکن ہوجائے کہ آئندہ سال اللہ تعالیٰ جب سپین کی مسجد کے افتتاح کی توفیق دے تو اسی موقع پر اٹلی کی مسجد، مشن ہاؤس کے افتتاح کا بھی سامان پیدا ہوجائے

محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے امسال یورپ، کینیڈا اور امریکہ کی مجالس خدام الاحمدیہ کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ کا ایک اہم مقصد اٹلی اور جنوبی امریکہ کی مساجد کے لیئے چندہ اکٹھا کرنا تھا۔ خدا کے فضل سے آپ کا یہ دورہ بہت کامیاب رہا۔ اس کامیاب دورے سے مراجعت پر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے محترم صاحبزادہ صاحب کے اعزاز میں مؤرخہ ۳ر نبوت ۱۳۶۰ ہش (۳ر نومبر ۱۹۸۱ء) کو خدام الاحمدیہ کے گیسٹ ہاؤس میں عشائیہ کا اہتمام کیا۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ازراہِ شفقت اس میں شرکت فرمائی اور خدام کو اپنے خطاب سے نوازا۔

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے استقبالیہ ایڈریس اور محترم صاحبزادہ صاحب کی جوابی تقریر کے بعد حضور نے فرمایا:۔

"پہلے تو میں نے کہا تھا کہ اس کا جواب الجواب بھی صدر صاحب دیدیں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ انفارمل (INFORMAL) کچھ باتیں کہہ دوں جو مزید دعا کا تقاضا کرتی ہیں۔

میرے دل میں خواہش یہ ہے کہ خدا کرے کہ ایسا ممکن ہوجائے کہ آئندہ سال اللہ تعالےٰ جب سپین کی مسجد کے افتتاح کی توفیق دے تو اُسی موقع پر اٹلی کی مسجد، مشن ہاؤس کے افتتاح کا بھی سامان پیدا ہوجائے۔

ان ملکوں میں اس قسم کی چھوٹی چھوٹی عمارتیں جو اس وقت ہم بنا سکتے ہیں، پانچ چھ مہینے کے اندر تعمیر ہو جاتی ہیں آسانی کے ساتھ۔ اٹلی میں ابھی زمین کے متعلق آخری فیصلہ نہیں ہوا لیکن امید ہے کہ بیس نومبر تک آخری فیصلہ ہو جائے گا۔ (محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا) ان کو لکھ دینا ــــ آفتاب کو کہ بیس، اکیس کو فون کے اوپر اطلاع دیدیں۔ اور ان کو یہ بھی لکھنا ہے کہ وہاں کے آرکیٹیکٹ کو بھی کہیں کہ وہ دو تین نقشے جو بنا رہا ہے (محترم نائب صدر صاحب سے مخاطب ہو کر وہ تو ابھی بھیج دیتا ہے) وہ لے کے آئیں گے۔ اگر جنوری میں بھی ہو جائے ہمارا معاہدہ تو وہ آسانی سے بنا سکتا ہے۔ کم از کم اتنی تعمیر ہو سکتی ہے کہ اس کا افتتاح بھی آگے پیچھے ہو جائے۔ یہ اس صدی ہجری کا دوسرا سال شروع ہوا ہے نا اب یکم محرم سے۔ تو اگلے یکم محرم سے پہلے اگر ان دو مساجد کا اور گیا گری کا بھی (افتتاح) ہو جائے ــــ تین مسجدوں کا، تو بڑی چیز ہے ایک سال کے اندر۔

پہلے تو جو حالات تھے کئی سالوں کے بعد ایک ایسا موقعہ آتا تھا اور اس میں بھی مستورات بڑا حصہ لے گئیں۔ کیونکہ مردنے (یہ فرق ہے دو کی قربانی میں) اپنی کمائی میں سے قربانی دینی ہوتی ہے۔ عورت نے اپنے پس خوردہ میں سے قربانی دینی ہوتی ہے جو اس نے اکٹھا کیا ہوتا ہے۔ تحفہ ملا، خاوند نے زیور بنا کے دیا اس کو۔ کئی عورتوں نے سارا زیور لاکے دیدیا تھا مساجد کے لئے۔ ویسے خدا تعالیٰ قرض رکھتا نہیں۔ بڑا دیتا ہے۔ تو عورتیں لے گئیں ثواب۔

اب خدام الاحمدیہ تو پہلی دفعہ آئے نا میدان میں۔ جماعت بحیثیت جماعت جس میں انصار اور خدام اور مستورات شامل ہیں، انہوں نے بھی بہت سی مسجدیں بنائیں اور اب "خدام" آئے ہیں۔ اب مشکل یہ ہے کہ پاکستان سے رقم باہر نہیں جا سکتی۔ تو یہ پہلا موقع ہے کہ پاکستان سے باہر بسنے والے نوجوان ــــ خدام احمدیوں نے اتنی بڑی قربانی دیدی کہ دو مسجدیں ہو جائیں۔

برازیل جو ہے اس پہ کچھ وقت لگے گا۔ جگہ کے انتخاب، پھر زمین کے انتخاب، بہت سارا وقت۔ ایک سال یا دو سال پیچھے ڈالی جا سکتی ہے۔

اٹلی کی اگر مسجد بن جائے تو پھر عملاً صرف فرانس رہ جاتا ہے۔ اس کے لئے مَیں کوشش کر رہا ہوں۔ اگلے سال میرا خیال ہے کہ خود اس علاقے میں جا کے، پھر کے تو ان کو بتا دوں کہ اس جگہ تلاش کریں۔ مشکل یہ ہے کہ جو مَیں بات کہتا ہوں وہ اُنہیں سمجھ ہی نہیں آتی۔ مَیں کہتا ہوں مجھے جنگل میں چاہیئے۔ وہ مجھے رپورٹ دیتے ہیں کہ ہم نے شہر کے اندر ایک جگہ پانچ گز کی ڈھونڈ لی ہے۔

بہرحال ویسے جو قربانی دی ہے ایک نوجوان نے، (بہت سارے کمزور بھی ہیں۔ وہ تو رہتے ہی ہیں ساتھ۔ ٹھیک بھی ہوتے جاتے ہیں ساتھ ساتھ) وہ بڑی امید افزاء ہے۔ یعنی جان پڑی ہے پہلی دفعہ اتنی۔

ایک تو ظلم یہ ہُوا ہے کہ وہاں جو ہمارے مبلّغ گئے ہیں باہر لئیق صاحب سمیت، انہوں نے کوئی تربیت نہیں کی احمدیوں کی۔ یعنی اُن کو پتہ ہی نہیں تھا۔ یعنی افریقہ کے احمدیوں کو جلدی پتہ لگ گیا کہ ہم نے مالی قربانی دینی ہے اور پاکستانی احمدی جو امریکہ میں ہے یا انگلستان میں ہے، اس کو نہیں پتہ لگا کہ ہم نے مالی قربانی دینی ہے۔ بڑا ظلم ہُوا ہے۔ اب یہ پہلی دفعہ اُن کو جس طرح پکڑ کے لایا جاتا ہے اور پھل پھر آدمی حاصل کرتا ہے درخت سے، وہ حالت پیدا ہوئی ہے۔ اتنی خدا نے رزق میں برکت دی کہ مَیں سوچ رہا تھا کہ اگر صرف امریکہ کے ایک حصّے کے احمدیوں کا ایک حصّہ شرح کے مطابق چندہ دے تو جو مَیں نے اعلان کیا ہے کہ ایک ملین قرآن کریم انگریزی کے ترجمے والے امریکہ میں پھیلائے جائیں، یہ چھ مہینے کے اندر ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بڑی کمزوری دکھائی ہے۔ پتہ نہیں کیوں۔ بہرحال وہ جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ پیچھے کسی کو دیکھنا ہی نہیں چاہیئے۔ میری تو عادت نہیں۔ مَیں تو آگے دیکھا کرتا ہوں۔

اب یہ ہے سوال کہ جو وہاں خدام میں پہلی دفعہ عادت پڑی ہے نا اس طرح دینے کی تو اس کو بھولنے نہیں دینا اُن کو۔ ایک دفعہ حضرت صاحب سے حضرت مصلح موعود (نوّر اللہ مرقدہٗ۔ ناقل) سے کسی نے پوچھا کہ اتنی جماعت مالی قربانی دینے والی ہے۔ آپ ہر دو چار سال کے بعد کوئی نئی سکیم پیش کر دیتے ہیں اور طوعی قربانیاں، نیم طوعی۔ آپ نے کہا ان کو ــــ جماعت کو زندہ رکھنے کے لیئے۔ اس کے علاوہ چارہ ہی کوئی نہیں۔

اب وہ جو دو آنے، چار آنے دے کے ابدی دعاؤں کے حقدار بن گئے حضرت اقدس (..... ناقل) نے اپنی کتابوں میں اُن کا نام لکھ دیا۔ چندہ لکھ دیا دو آنے، چار آنے، پانچ آنے، آٹھ آنے، روپیہ۔ اب اُن کی اولادوں میں سے ۲ × ۵ ہزار پونڈ چندہ دینے والے پیدا ہو گئے۔ ایک لنڈن میں ہمارے احمدی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ وہ کچھ سُست ہیں۔ مجھے پتہ لگا کہ لنڈن کے جو مختلف اُنھوں نے مشن ہاؤس اب خریدے ہیں سنٹر اپنے، اس میں اس اکیلے شخص نے سترہ ہزار پونڈ دیا۔ تو وہ مجھے جلدی پتہ لگ گیا۔ ورنہ میری طبیعت میں تھا کہ کبھی مَیں اس کو نصیحت کروں گا۔ تو مجھے کہہ دیتا کہ میں تو دے رہا ہوں، تو مجھے سُبکی اُٹھانی پڑتی نا غلط سمجھ کے اس کے متعلق۔

تو یہ دو چیزیں (مَیں نے بتایا ہے پہلے بھی) ضروری نہیں ایک جیب میں پیسہ ہو، ایک دل میں اخلاص ہو۔ اگر جیب میں پیسہ ہو اخلاص نہ ہو تو کہاں سے دے۔ اور اگر پیسہ ہو اور اخلاص نہ ہو تو کیسے دے۔

یہ جو ہیں نا ہمارے مبلغ (کچھ یہاں ہیں) یہ مجھے بڑا تنگ کرنے لگ گئے ہیں۔ اچھا ہے وہ کوئی پانچ۔ دس۔ پندرہ۔ بیس کو نکال دیا جائے بجائے اس کے کہ سارے مبلغوں پر بدنامی کا دھبہ لگے۔ یعنی اب جامعہ احمدیہ کا ایک طالب علم اور چوری کی اس کو عادت اور جھوٹ کی عادت۔ میرے پاس آیا معافی کے لیئے اور جھوٹ بول رہا تھا مجھ سے۔ پہلے دو فقروں میں

ہی مَیں سمجھ گیا کہ یہ شخص اب میرے ساتھ جھوٹ بول رہا ہے۔ مَیں بالکل خاموشی سے اس کی باتیں سُنتا رہا۔ آخر وہ اِس نتیجے پر پہنچا کہ ان سے کہیں ــــ جامعہ کو کہیں کہ مجھے بیٹھنے دیں کلاس میں۔ مَیں نے کہا یہ سوال نہیں ہے کہ تمہیں بیٹھنے دیں یا نہ۔ سوال یہ ہے کہ تمہارا وقف توڑیں یا نہ توڑیں۔ اور پھر باہر جا کے جھوٹ۔ یہ تو یُوں تھا اور وہ وُوں تھا۔ اب مَیں نے یہ بنا دیا ہے، (مجھے پھر خیال آیا بہرحال جماعت کو بدظنّی سے بچانا بھی تو میرا کام ہے نا) وہ کورٹ مارشل (COURT MARTIAL)۔ دس۔ پندرہ۔ بیس آدمیوں کے سامنے اس کی رپورٹ پڑھی جائے۔ اب مَیں نے اسی کے متعلق (گوجرانوالہ کا تھا وہ) کہ گوجرانوالہ کے امیر کو بُلاؤ کورٹ مارشل میں۔ وہاں کے مبلّغوں کو بُلاؤ۔ اُس کے باپ کو بُلاؤ۔ صدر عمومی کو بُلاؤ۔ امورِ عامہ کو بُلاؤ۔ تحریک کو بُلاؤ۔ اصلاح و ارشاد کو بُلاؤ سب کے سامنے اور پھر جامعہ بتائے کہ یہ کیس ہے اِس لڑکے کا۔ بتاؤ کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا کہنا کیا ہے۔ نکالو اس کو باہر۔ پھر کہے اگر مجھے انہوں نے نکالا تو پھر گوجرانوالہ سے کوئی لڑکا جامعہ میں نہیں آئے گا۔ مجھے جس نے کہا مَیں نے کہا اس کو کہو کہ اگر تمہارے جیسے لڑکے گوجرانوالہ نے پیدا کرنے ہیں تو اچھا ہے نہ آئیں۔

ویسے ہر جگہ بڑے مخلص بھی دے رہا ہے ہمیں۔ اور یہ جو نئی نسل پیدا ہو رہی ہے ان میں اچھّے بڑے ہیں، بہت زیادہ اچھّے ہیں۔ لیکن یہ ہے ایک تو جو افسر ہے ذمّہ دار، اُس کا فرض ہے کہ جو چھوٹا سا داغ پن پوائنٹ (PIN POINT) کے مطابق ہے اُسی وقت اُس کو پکڑے، بجائے اِس کے کہ آدھا سیب خراب ہو جائے۔ پھر تو وہ پھینکنے کے قابل ہو جاتا ہے نا۔ اِس طرح تو چاقو کی نوک کے اُوپر وہ داغ جو ہے وہ نکل آتا ہے ــــ ذرا سا دھبّہ۔

یہ خدّام الاحمدیّہ کی مجلس عاملہ میں مَیں باتیں کر رہا ہوں آپ کو بتانے کے لئے، سبق دے رہا ہوں۔ اِس طرح کام کرو۔ پیار کرو۔ مدد کرو۔ نصیحت کرو۔ سمجھاؤ۔ غصّے کبھی نہ ہو۔

لیکن خدا کو ناراض کرنے کے لیئے اُسے معاف نہ کرو۔ یعنی ایسی معافی جو خدا ناراض ہوتا ہو۔ وہ تو خراب ہے۔ اپنے آپ کو جہنّم میں کیوں بھیج رہے ہیں آپ۔ رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ سے منع کیا ہے نا قرآن کریم نے۔ وہ اسی لئے کیا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے قانون بنایا ہے اس کی پابندی کرو۔ لیکن یہ مطلب نہیں نفرت نہیں کرنی۔ کوشش کرو پورا بچانے کی، سُدھارنے کی، اصلاح کی۔ لیکن جماعت کو کسی فرد پہ قربان نہیں کیا جا سکتا، نہ کسی گروہ پہ قربان کیا جا سکتا ہے۔ زندہ رہنے والی تو جماعت ہے۔ یعنی جو اچھے ہیں ہم میں سے اُنہوں نے بھی تو قیامت تک زندہ نہیں نا رہنا۔ جماعت نے تو قیامت تک زندہ رہنا ہے۔

پھر اٹلی ــــ اٹلی میں اس وقت دو زمینیں ہیں اچھی۔ ایک ہے پہاڑی رقبہ ساڑھے تین ایکڑ زمین پاسچر لینڈ، (PASTURE LAND) خالی پتھر نہیں پڑے ہوئے وہاں۔ (محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا) تم نے دیکھا ہے نا۔ اوڈینا ایک ہے گاؤں شاید قصبہ۔ یہاں سے بچاس کلو میٹر ٹی سٹے، پچاس کلو میٹر یوگوسلاویہ اور سو کلو میٹر آسٹریا۔ یہاں زلزلے بہت آتے تھے اور مَیں نے پسند کیا تھا یہ ایریا۔ مجھے کسی نے کہا زلزلے بہت آتے ہیں۔ مَیں نے کہا اسی واسطے تو مَیں پسند کر رہا ہوں۔ کیونکہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کہا ہے ہمیں آگ سے مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ زلزلہ ہے ہی آگ۔ زمین کے اندر کی آگ ہے نا، باہر نکلتی ہے۔ وہ سڑک جہاں ہر ایشیا کا موٹر والا گزرتا ہے اس سڑک کے اُوپر ہے۔ کیونکہ یوگوسلاویہ سے اندر آتے ہیں نا۔

تو اس لحاظ سے فولڈرز کی جو سکیم بڑی کامیاب اس سال ہوئی ہے، ابھی دس فیصد ہوئی ہے لیکن اس میں بڑی کامیابی ہے۔ ایک ایک دن میں کئی ہزار فولڈر کئی ہزار آدمیوں کے ہاتھ میں پکڑا دیا، جو ایک سال میں کئی ہزار آدمیوں سے بات نہیں کرتے تھے اسلام کی۔ اتنا بڑا دروازہ کھُل گیا ہے۔ اور یہ تو سڑک ہے یعنی ہندو بھی وہاں سے گزرے گا سکھ بھی

گزرے گا مسلمان بھی گزرے گا۔ اب یہ تجربہ ہوتا ہے۔ اب فولڈر تقسیم کئے ہیں تو مطالبہ آگیا کہ ہمیں پشتو کا فولڈر بھی چاہیئے۔ مطالبہ ہو گیا پشتو کا فولڈر دو، ناروے میں کہ اردو کا دو، عربی کا دو۔ تو ہمیں تو خیال تھا نا کہ یورپین زبانوں کا ہی دیں۔ لیکن اب یہ مہاجر پٹھان بہت سارا چلا گیا۔ وہ پشتو اور فارسی کا ماہر ہے۔ عربی کے وہاں جاتے ہیں۔

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا۔ یہ جگہ) ٹی سٹے سے پچاس کلومیٹر دور ہے یعنی میلانو (MILANO) سے جائیں تو پہلے یہ آئے گا اور پھر پچاس کلومیٹر یوں رائٹ (RIGHT) گھوم کے۔ ٹمر کی کا رستہ ہے یہ۔ یہ کراس کانٹی نینٹ (CROSS CONTINENT) سڑک ہے۔ یہاں سے یوگوسلاویہ میں گھس جاتے ہو۔ پھر اُدھر سے اِدھر آجاتے ہو وینس سے نکلنے کے بعد۔ وینس دائیں طرف رہ جاتا ہے۔ وینس جو ہے یہ سیدھی سڑک اگر آرہی ہے اس علاقے کو یوگوسلاویہ کی طرف اور دائیں طرف گھوم جاتے ہیں۔ وینس سے ایک سو بیس (۱۲۰) کلومیٹر ہے لیکن اسی سڑک سے گھومتے ہیں۔ یہی سڑک دائیں طرف گھوم کے وینس جاتی ہے اور پھر آگے جا کے تو پھر دائیں طرف گھومتے ہیں سمندر کے دوسرے کنارے کی طرف ٹی سٹے۔ اور سیدھے چلے جائیں تو یوگوسلاویہ بائیں گھوم جائیں۔ وہ بھی اچھی خاصی بڑی سڑک ہے جو آسٹریا کو جاتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اٹلی نے سڑکیں بہت اچھی بنائی ہیں پرلا علاقہ تو میں نے نہیں دیکھا، ذرا تو دیکھا ہے۔ سالزبرگ (SALZBURG) اور انزبرگ (ENNSBURG) یہ تو خوبصورت ہیں۔ دُنیا جہان کا یہ ظاہری حُسن اللہ میاں نے وہاں پیدا کر دیا۔ اور انزبرگ (ENNSBURG) کے علاقے کے لوگ بڑے اچھے ہیں۔ وہاں تو ایک دن کے لئے گئے تھے۔ دل کرتا تھا یہاں بھی ایک زمین خرید لیں۔ (ایک دوست سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور نے فرمایا) جہاں سے آپ نے پاس کراس (CROSS) کیا ہے وہاں سے بائیں انزبرگ ہے اور دائیں طرف سالزبرگ ہے۔ انزبرگ سے جائیں تو سیدھے وہ ادھر

چلی جاتی ہے۔ بائیں مُڑکے پھر جانا پڑتا ہے وی آنا کی طرف۔ پہاڑی علاقہ ہے۔ برفانی نالے ہیں۔ پانی کے نالے کافی آتے ہیں اُوپر سے۔ تو یہ دُعا کریں کہ یہ بھی اگلے سال حل جائے ہمیں اور مشن۔

یہ جو ہے مثلاً روم، یہ تو سارے (ان کا جو ہے دارالخلافہ) بدمعاشی کے اڈّے ہیں۔ اور ویسے بھی وہ روم پوپ کی وجہ سے اُن میں تعصّب زیادہ ہے۔ ایک ہے اپنے مذہب یعنی عقیدے میں پکّا ہونا وہ تعصّب نہیں ہوتا۔ ایک تعصّب ہے۔ وہاں نچلے علاقے میں اسلام کے خلاف تعصّب ہے۔ یہ کٹّر ہیں کیتھولک، لیکن بڑے ملنسار، بڑے اچھّے۔ یہ (مرزا فرید احمد صاحب) تو کہتا ہے کہ بہت ہی اچھّے ہیں۔

(لنڈن کے ایک دوست نے عرض کی کہ وہاں البانین بھاگ کر گئے ہوئے ہیں۔ تو حضور نے فرمایا) نہیں یوگوسلاویہ کا ساؤتھ (SOUTH) جو ہے وہ یوگوسلاویہ نے جنگ کر کے البانیہ کا ایک حصّہ اپنے اندر شامل کیا ہوا ہے۔ وہ البانیہ نہیں بھاگے۔ وہ تو بھاگنا چاہتے ہیں اب وہاں سے۔ یہ جگہ بہت اچھی ہے۔ اور دوسرے یہ ہے کہ ایک دو دن کا ویزا تو بارڈر کے اُوپر مل جاتا ہے۔ تو ہمارا مبلغ تین دن کے لئے ہر مہینے بھی جا سکتا ہے یوگوسلاوین احمدیوں سے ملاقات کرنے اُدھر آسٹریا میں۔ اِسی واسطے اِس کو پسند کیا تھا مَیں نے۔

اچھا جی۔ اللہ تعالیٰ سب کو احسن جزاء دے۔ اور دُعا کر لیتے ہیں اب۔

حمد کے گیت گائیں

"میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ :-

یہ وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلاء ممکن ہو سکتا تھا جو آیا اور جماعت بڑی کامیابی کے ساتھ اس امتحان سے گزر گئی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتے ہوئے۔ اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو کبھی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو و نما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس ...... سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

عبدالکریم قدسی ۔ لاہور

غم کے بعد ایک خوشی خیر کے رستے اُتری

غم کی یورش سے نپٹ لوں تو زباں سے بولوں
ناخنِ شعر سے جذبوں کی گرہ کیا کھولوں

حوصلہ ہے نہ ہے توفیق ہی اتنی مجھ کو
سیلِ جذبات کو میزانِ قلم میں تولوں

پُرسۂ غم کے لئے عقل ہے بے چین مگر
مَیں ذرا عشق کی باہوں سے تو فارغ ہولوں

آخری دید کے یہ بیش بہا موتی ہیں۔
اپنی نمناک نگاہوں سے کہاں تک رولوں

اوس ٹھنڈک کی پڑے جس سے مرے سینے میں
پارۂ غم میں کوئی چیز تو آخر گھولوں

غم کے بعد ایک خوشی خیر کے رستے اُتری
چہرۂ شوق نہ کیوں بُوئے وفا میں دھولوں

چاند اِک ڈوب گیا دوسرا اُبھرا قدسی
فکرِ ساغر کو یہاں اپنے بیاں میں گھولوں

"آنے والے تیری راہوں میں بچھاؤں آنکھیں
جانے والے تیرے قدموں سے لپٹ کر رولوں"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ بابرکت دورہ کے بارہ میں یورپ کے اخبارات کے تاثرات کا خلاصہ

"خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) یورپ کو شہرہ آفاق اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں گے"

(اخبار گوتی برگنہ پوسٹن ۱۰ ر اگست ۱۹۸۲ء)

"سوموار کا دن گاتھن بورگ کے احمدی مسلمانوں کیلئے بہت اہم دن تھا جب اُن کے مبارک امام حضرت مرزا طاہر احمد نے یہاں کا دَورہ فرمایا۔

سفید پگڑی اور سلیٹی رنگ کی اچکن میں وہ اپنے چاہنے والوں کو گلابی رنگ کی خوبصورت مسجد میں ملے جو گاتھن برگ کے علاقے ہوگز بو ہوئیڈ (HOGSBO - HOID) میں واقع ہے۔

یہ ان کے خلیفہ بننے کے بعد پہلا غیر ملکی دَورہ ہے۔ خلیفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بانیٔ تحریک احمدیت جو اٹھارھویں صدی عیسوی کے ختم ہونے تک زندہ رہے، کے جانشین ہیں۔

خلیفہ جو پُورے یورپ کا دَورہ کر رہے ہیں یورپ کو اسلام کی شہرۂ آفاق آسمانی تعلیمات سے رُوشناس کرائیں گے۔ اور بالآخر وہ سپین پہنچیں گے جہاں وہ اُس پہلی مسجد کا افتتاح کریں گے (جو مسلمانوں کے نکالے جانے کے) سات سَو سال بعد سپین میں بنائی گئی ہے۔

احمدی مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح بانیٔ تحریک احمدیت کی شکل میں زمین پر نازل ہو چکا ہے اور یہ احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں، جو کہ ابھی تک مسیح کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں کے درمیان سب سے بڑا فرق ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد نے کہا کہ (حضرت) مسیح اپنے صحیح وقت پر آئے تاکہ وہ ہمیں عالمی جنگ سے خبردار کریں۔

گاتھن برگ میں جماعت اتنی بڑی نہیں ہے۔ اس کے تقریباً ایک سَو پچاس ممبر ہیں۔ جن میں زیادہ تعداد پاکستانیوں کی ہے۔ مگر سویڈش اور یوگوسلاوین بھی ہیں۔ ساری دُنیا میں متبعین کی تعداد دس ملین ہے۔

خلیفہ نے اس طرف توجہ دلائی کہ جماعت کے ممبران کی صحیح تعداد کے متعلق کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ نئے لوگ جماعت میں روز بروز داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔"

اطفال الاحمدیہ کا سالانہ مرکزی اجتماع ۱۵، ۱۶، ۱۷ اکتوبر کو ربوہ میں منعقد ہوگا! اطفال ابھی سے تیاری کریں

خلیفہ نے گاتھن برگ کا دَورہ فرمایا

(اخبار آربے تت سویڈن ۱۰؍اگست ۱۹۸۲ء)

"کل حضرت مرزا طاہر احمد صاحب گوتھن برگ کی مسجد میں تشریف لائے۔ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے وہ احمدی مسلمانوں کے سب سے بڑے مذہبی لیڈر ہیں۔ اس وقت آپ سارے یورپ کے دَورے پر ہیں تاکہ اپنی جماعت کے احباب سے ملاقات فرماسکیں۔

آپ نے ناصر مسجد پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد میرا یہ پہلا غیر ملکی دَورہ ہے۔ مَیں سپین بھی جاؤں گا جہاں ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے ایک نئی مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جس کا افتتاح ستمبر میں ہوگا۔ سویڈن سے جانے سے قبل مَیں مالمو بھی جاؤں گا جہاں ہماری جماعت کے ۲۵ افراد رہتے ہیں۔

احمدی مسلمان اسلام کے ایک فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور گاتھن برگ میں ان کی تعداد ۱۵۰ افراد پر مشتمل ہے۔ ان میں اکثریت پاکستان اور یوگوسلاویہ سے تعلق رکھتی ہے۔

منفرد مسجد: ناصر مسجد سویڈن کی واحد مسجد ہے جس کا ۱۹۷۶ء میں (حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے) افتتاح ہوا۔

خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد نے اپنے فرقے کے متعلق بیان فرمایا کہ ہمارے اکثر امور تبلیغی سرگرمیوں پر مشتمل ہیں لیکن ہم سکول اور ہسپتال بھی تمام دنیا میں تعمیر کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت کی ابتداء ہندوستان کے چھوٹے سے گاؤں سے ۱۸ ویں صدی کے آخر میں ہوئی۔ تمام دُنیا میں اس وقت ہماری جماعت کے دس ملین افراد پائے جاتے ہیں اور پاکستان میں ان کی تعداد ۲-۵ ملین ہے۔

مطالعہ کتب خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ماہِ ستمبر میں حضرت اقدس کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے ساتھ "کتاب خلافتِ حقّہ اسلامیہ" مقرر ہے۔ قائدین کرام سے گزارش ہے کہ وہ ان دونوں کتابوں کا خدام سے مطالعہ کروائیں اور امتحان بھی لیں مہینہ کے آخر میں مذاکرہ کا اہتمام بھی کریں۔

مہتمم تعلیم

ایک کروڑ بیس لاکھ دلوں پر حکومت کرنے والا عالمی عظیم خلیفہ

واقعی بہت متاثر کرنے والی شخصیت ہیں !!

[ایٹولیٹ (کوپن ہیگن) ۱۲/اگست ۱۹۸۲ء]

حضرت مرزا طاہر احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے حال ہی میں خلیفۃ المسیح الرابع کا عہدہ سنبھالا۔ وہ (آجکل) یورپ کے دورہ پر ہیں اور کل کوپن ہیگن کی اُن کے ورود سے عزت افزائی ہوئی۔ HVIDOVRE کی مسجد میں انہوں نے سلسلہ اسلامیہ کے بارے میں بتایا۔ ڈنمارک میں جماعت کی تعداد ابھی تک صرف دو سو افراد ہے اور اُن میں سے اکثر پاکستانی ہیں۔ لیکن اب زیادہ سے زیادہ ڈنمارک کے باشندے بھی اس فرقہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

سلسلہ (احمدیہ) کا عقیدہ ہے کہ عورت مرد کے مساوی حقوق رکھتی ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بات کا مکمل حق رکھتی ہے کہ کسی نسبت کو قبول یا مسترد کر دے۔ اس کے علاوہ وہ اپنے جہیز اور وراثت میں ملے ہوئے مال کو ہر طرح سے استعمال کرنے کا حق رکھتی ہے۔ HVIDOVRE کی خوبصورت مسجد کی تعمیر کی لاگت لجنہ اماء اللہ ڈنمارک نے چندہ جمع کر کے اکٹھی کی۔

HVIDOVRE میں خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) کا دیدار ہر روز نصیب نہیں ہوتا۔ اس ہفتہ سلسلہ اسلامیہ احمدیہ کے پچیس سے تیس ہزار افراد مسجد HVIDOVRE میں اپنے سربراہ (حضرت) خلیفۃ المسیح الرابع (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اکٹھے ہوئے جو کہ مسجد سے ملحق زرد اینٹوں والے مکان میں اپنے روحانی امام کے ساتھ منگل سے مقیم تھے۔

خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی زیارت ہر روز نہیں ہوا کرتی۔ لیکن گزشتہ رات سامعین کو پندرہ منٹ کا وقت (ملاقات) دیا گیا۔ اور یہ وقت اُس خداداد قابلیت اور مسحور کُن شخصیت کے مالک جو کہ کافی بذلہ سنج بھی ہیں کی معیت میں پینتالیس منٹ ہو گیا۔

ایک کروڑ کے سربراہ

ترپن سالہ حضرت مرزا طاہر احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) دو ماہ پیشتر خلیفہ منتخب ہوئے تھے اور اپنی وفات تک اسی حیثیت میں کام کریں گے۔ وہ نافلہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ ہیں اور کروڑ مسلمانوں کے سربراہ کی حیثیت سے منتخب ہونے کے بعد یہ ان کا پہلا بڑا دورہ ہے۔

اوسلو اور گاتھن برگ کی مساجد کے دورہ کے بعد یہاں تشریف لائے ہیں اور آج یورپ میں جنوب

کی طرف مساجد کا دورہ کرنے کے لیے روانہ ہوں گے۔
اور ان کے دورے کا اختتام ستمبر میں اٹلی میں پہلی مسجد کے سنگِ بنیاد اور سپین میں پہلی مسجد کے افتتاح کے ساتھ ہوگا۔

خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کوپن ہیگن میں اپنے حرم (مبارک) اور دو چھوٹی صاحبزادیوں کے ہمراہ تشریف لائے ہیں۔ وہ یہاں مبلغ کی حیثیت سے ۱۹۷۸ء میں اپنی دو بڑی صاحبزادیوں (جن کی اب شادی ہو چکی ہے) کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ وہ پاکستان کے ایک قصبہ ربوہ میں اپنے خاندان کے ساتھ مقیم ہیں۔ یہ جگہ مرکزِ سلسلہ ہے اور ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند و پاک کے بعد ایک ریگستانی علاقہ میں تعمیر کیا گیا تھا۔

خلیفۃ المسیح الرابع (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے فرمایا:۔

"خلیفہ بننا ایک بہت بھاری بوجھ اور بڑی ذمہ داری ہے۔ یہ ایک مشکل کام ہے کیونکہ میں براہِ راست خدا تعالیٰ کو جوابدہ ہوں۔ ہمارا مقصد نہ صرف اپنے لوگوں کو دائرہ اسلام میں رکھنا ہے بلکہ ہر کسی کو اس میں داخل کرنا اور ابتلاء سے بچانا بھی ہے۔ اسلام تمام لوگوں کو متحد کرنے کا آخری موقع فراہم کرتا ہے۔"

انہوں نے فخریہ طور پر بتایا کہ سلسلہ کا تعلیمی معیار بھی بہت بلند ہے نیز خواتین بھی (اس دور میں) کم نہیں ہیں۔ میری بیوی بھی کالج کی طالبہ ہیں اور ہماری شادی کے بعد گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی نگہداشت میں کافی کام کرنا پڑا اور میرے خلیفہ بننے کے بعد وہ اور بھی زیادہ مصروف ہو گئیں۔

ایک ہزار کا عملہ

خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے بتایا کہ مرکزِ سلسلہ میں ایک ہزار کے لگ بھگ عملہ کام کر رہا ہے۔ وہ خود تین بجے صبح بیدار ہوتے ہیں، ساڑھے چار بجے صبح نمازِ فجر ادا کرتے ہیں اور دو گھنٹے سونے کے بعد دوبارہ سات بجے بیدار ہو جاتے ہیں۔ انہیں روزانہ سات سو خط موصول ہوتے ہیں اور ان تمام کو پڑھنے کے بعد جوابات دیے جاتے ہیں۔ نیز کام کے اوقات نصف شب تک جاری رہتے ہیں۔ وہ ہفتہ کے تمام سات دن کام کرتے ہیں۔

خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) ایک متاثر کرنے والی سنہری کلاہ پر بندھی ہوئی دستار پہنے ہوئے تھے۔ وہ ایک لمبی شیروانی کے ساتھ سفید لباس میں ملبوس تھے۔ انہوں نے براؤن جوتے اور نیلی جرابیں پہنی ہوئی تھیں جو کہ شاید موجودہ سٹائل سے ذرا ہٹ کر ہیں۔

یورپ کے دروازے ——— سپین ——— پر ——— احمدیت کا نفوذ

(مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ——— ربوہ)

سپین کے متعلق علی العموم مشہور ہے کہ اس ملک پر فوج کشی ولید بن عبد الملک کے زمانے میں ہوئی مگر تاریخوں سے یہ امر ثابت ہے کہ سپین پر پہلا اسلامی حملہ ۲۷ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا اور اگرچہ اس کے اثرات زیادہ دیر تک نہ رہے تاہم اس وقت کے لحاظ سے مسلمانوں کا یہ حملہ نہایت کامیاب حملہ تھا۔

قدیم اسلامی مؤرخ علامہ ابن جریر طبری (۸۳۹ء تا ۹۲۳ء) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ "شعیب نے سیف سے اور سیف نے محمد اور طلحہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ نے (افریقہ کی فتح مکمل ہونے پر) عبد اللہ بن نافع بن حصین اور عبد اللہ بن نافع بن عبد القیس کو حکم بھیجا کہ وہ فوری طور پر افریقہ سے اندلس پر فوج کشی کریں پس وہ دونوں سمندر کے راستے اندلس پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ بھی تحریر فرمایا کہ جہاں تک قسطنطنیہ کا تعلق ہے سو وہ صرف اندلس کے راستے ہی فتح ہوگا اور اگر تم لوگ اس کو فتح کر لو تو اس بشارت میں سے حصہ پا سکتے ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے پہلے سے دے رکھی ہے۔

اسی طرح کعب الاحبار سے روایت ہے کہ کچھ قومیں سمندر عبور کر کے اندلس کو فتح کریں گی جو قیامت کے روز اپنے نور سے پہچان لی جائیں گی۔"

(تاریخ الطبری جلد ۵ صفحہ ۲۸۱)

طبری کے بعد ابن اثیر نے بھی اپنی تاریخ الکامل میں اس روایت کا ذکر کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں "جب افریقہ فتح ہوگیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

نے عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو حکم دیا کہ وہ اندلس کا رُخ کریں چنانچہ وہ سمندر کے راستے اس پر حملہ آور ہوئے نیز حضرت عثمانؓ نے ان تمام لشکریوں کو یہ بھی لکھا کہ "یہ یقینی بات ہے کہ قسطنطنیہ صرف اندلس کے راستہ ہی فتح ہوگا۔"

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۳ صد ۹۳ مطبوعہ بیروت ۱۹۶۵ء)

شاہ معین الدین ندوی نے بھی اس روایت کو تسلیم کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"شمالی افریقہ کی تسخیر کے بعد بحرِ روم کا دروازہ کھُل گیا چنانچہ ۲۷ھ میں عبداللہ بن نافع نے اسپین پر حملہ کیا لیکن اس وقت مستقل فوج کشی کا خیال نہ تھا اِس لئے صرف "یورپ کا دروازہ" کھٹکھٹا کر لوٹ آیا۔"

(تاریخِ اسلام حصہ اوّل صد ۲۵۲ از شاہ معین الدین ندوی مطبوعہ ۱۹۴۸ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ نبوت سے قریباً دو سو برس پیشتر روم کی عیسائی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی ایک کا مرکز تو خود روم ہی رہا اور دوسری یعنی مشرقی سلطنت کا مرکز قسطنطنیہ بن گیا۔ شاہِ روم کونسٹنٹائن اعظم نے دینِ مسیحی کو آزادی دی تو اس نے روم سے دارالحکومت بیزنطیہ میں منتقل کر دیا (۳۳۰ء) اور اس کا نام اپنے نام پر قسطنطنیہ رکھ دیا اُس وقت سے یہ بازنطینی سلطنت کا مرکز رہا تا آنکہ ترکوں نے ۱۴۵۳ء میں اس کو فتح کر لیا۔ روم پر مشرقی اور وسطی یورپ سے گاتھ قوم کے حملے شروع ہوئے اور وہ بہت حد تک کمزور ہو گئی مگر قسطنطنیہ کی بازنطینی حکومت بہت مضبوط تھی اور اس نے اپنے پاؤں پھیلانے شروع کر دیئے اور شام فلسطین وغیرہ پر بھی اس کی حکومت قائم ہو گئی — اور جب اسلام کا ظہور ہوا تو یہی عیسائی سلطنت مسلمانوں کی دشمن ثابت ہوئی اور انہوں نے مسلسل مسلمانوں سے اپنی آویزش جاری رکھی۔ چونکہ یہ سلطنت اسلام کے لئے ایک مستقل خطرہ تھی اِس لئے ضروری تھا کہ عیسائیت کا زور توڑنے کے لئے اور یورپ کو عیسائیت کے چنگل سے چھڑانے اور وہاں اسلام کا پرچم لہرانے کے لئے اسکے قلب پر قبضہ کیا جاتا۔ اور اِس میں کوئی شُبہ نہیں کہ اس وقت کے یورپ کا مرکز اور عیسائیت کا دل صرف قسطنطنیہ تھا۔

چونکہ اسلام نے تلوار کا اِستعمال صرف دفاع کے لئے جائز قرار دیا تھا اِس لئے مسلمانوں کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ اِرد گِرد کے عیسائیوں پر بلا وجہ تلوار اُٹھاتے مگر یہ وجہ خود عیسائیوں نے مہیا کر دی چنانچہ ۶ھ میں اسلام کے قاصد حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو غسان کے عیسائیوں نے شہید کر دیا۔ پھر حضرت حارث بن عمر رضی اللہ عنہ ایک دوسرے قاصد، بازنطینی عیسائی حکومت کی حدود میں شہید کر دیئے گئے ان کے انتقام کے لئے ۸ھ میں جنگِ موتہ پیش آئی جس میں

کارہائے نمایاں سر انجام دینے پر حضرت خالد بن ولید
رضی اللہ عنہ کو دربارِ نبوت سے سیف اللہ کا خطاب
ملا۔ اس کے بعد رومی یعنی بازنطینی عیسائیوں کے بڑے
حملہ کی خبر سُنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود لشکرِ صحابہؓ
کو لے کر تبوک بھی تشریف لے گئے ـــــ دوسری
طرف بازنطینی حکومت نے مصر سے لے کر شمالی افریقہ
کے ساحل کے ساتھ ساتھ قبضہ جمانا شروع کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس دشمن کے
استیصال کا ایک عظیم الشان گُر بتا دیا اور وہ یہ کہ اسکے
دِل پر وار کرو تو وہ خالی نہ جائے گا بلکہ حکومت کے
ساتھ ساتھ اس مذہب کی بھی بُنیاد اُکھڑ جائے گی اور
چونکہ اس کا مرکز یا دِل قسطنطنیہ تھا اس لئے فاتح قسطنطنیہ
کو جنّت کی بشارت عطا فرمائی۔

خلفائے راشدین نے اِس امر کو اچھی طرح سمجھا
اور اِسی لئے جیسے ہی مسلمانوں کو بحری بیڑہ میسّر آیا حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اندلس کے راستہ سے
قسطنطنیہ کی طرف بڑھ جاؤ اور اس کو فتح کر کے اس
عظیم بشارت کے وارث بن جاؤ۔ اِس طرح حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ نے اندلس یا سپین کو یورپ اور عیسائیت
پر فتح کے لئے ایک دروازہ یا GATEWAY قرار دیدیا
چنانچہ حملہ کیا گیا مگر مسلمان بقول شاہ معین الدین ندوی
"یورپ کے دروازہ" کو کھٹکھٹا کر واپس چلے آئے اسکے
بعد بھی بعض چھوٹے چھوٹے حملے ہوتے رہے مگر سب
سے بڑا اور آخری حملہ طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر
نے کیا جس کے نتیجہ میں نہ صرف اندلس فتح ہو گیا بلکہ جنوبی
فرانس کا بھی کافی حصّہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں آ گیا اور یہ
دونوں جرنیل ناربون اور طولوس تک پہنچ گئے۔ ڈاکٹر
نصیر احمد ناصر نے اپنی تاریخِ ہسپانیہ میں لکھا ہے کہ
"ان کے ذہن میں پروگرام یہ تھا کہ وہ اپنی فتوحات
اندلس سے شروع کر کے خشکی کی راہ سے قسطنطنیہ تک جا
پہنچیں اور دارالخلافہ دمشق کو اندلس سے ملا کر مواصلات
کا سلسلہ قائم کر دیں۔ اس ضمن میں اس کی تجویز یہ تھی کہ
مفتوحہ ممالک میں عیسائیوں کو آسان شرطوں سے مطیع
کر کے وہاں اسلامی نو آبادیات قائم کرتے چلیں
اور تیزی سے آگے بڑھتے جائیں۔"

(تاریخ ہسپانیہ صفحہ ۵)

طارق بن زیاد کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ
آبنائے اندلس کو عبور کر رہے تھے تو اثنائے سفر
میں ان پر نیند کا غلبہ ہوا اور انہوں نے خواب دیکھا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کی معیت
میں تشریف لائے ہیں صحابہ کرامؓ تلواریں لٹکائے اور
کندھوں پر کمانیں چڑھائے ہوئے ہیں اور حضور
صلی اللہ علیہ وسلم طارق سے فرما رہے ہیں "طارق!
اسی شان سے قدم بڑھائے جاؤ"۔ پھر آپ نے ان کو
یعنی طارق کو مسلمانوں سے نرمی سے پیش آنے اور
اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
کے جلو میں اندلس میں داخل ہوئے اور طارق اس مقدس
جماعت کے پیچھے تھے۔

طارق کا یہ خواب بتاتا ہے کہ دراصل یہ اسی

بشارت کا حصہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسطنطنیہ
کی فتح کے لئے دی تھی اور آپ کا یہ فرمانا کہ اسی شان
کے ساتھ قدم بڑھاتے جاؤ دراصل حکم تھا کہ اس وقت
تک کھڑے نہ ہونا جب تک تم میری اس بشارت کو حاصل
نہ کر لو اور اگرچہ اس سے پہلے بھی اندلس پر بعض حملے
ہو چکے تھے مگر اب چونکہ اس کی فتح کا وقت آ گیا تھا
اور مسلمانوں کا قدم قسطنطنیہ کی طرف بڑھنا شروع ہوا
تھا لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آغاز میں
ہی اپنی اس بشارت کا اعادہ فرمایا اور مسلمانوں کا حوصلہ
بڑھایا چنانچہ طارق نے صرف اسی بشارت کی بناء پر
کشتیوں کو آگ لگوا دی کیونکہ اب واپسی کا کوئی سوال
نہ تھا اور اب منزلِ مقصود قسطنطنیہ تھی جو ظاہر ہے کہ
خشکی کے راستہ سے ہونی تھی۔ چنانچہ طارق بڑھے
اور بڑھتے ہی گئے مگر افسوس کہ اس وقت کی مسلمان
حکومت کی ناعاقبت اندیشی نے ان کو روک دیا اور
وہ قدم بھی جو شیطان کی ہلاکت کے لئے بڑھ رہے
تھے رُک گئے۔ اور یوں وہ سلسلہ جو حضرت خالد
بن ولید رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا تھا اس کی
ایک انتہا حضرت طارق بن زیاد جن کے متعلق بعض
مؤرخین کی رائے ہے کہ وہ فارسی الاصل تھے (نفح الطیب
جلد اوّل ص۲۳۸) پر ہوگئی اور وہ تلوار جو سیف اللہ
سے روانہ ہوئی تھی وہ طارق بن زیاد کے ہاتھوں میں
اپنے بامِ عروج پر پہنچ کر بالآخر کُند کر دی گئی فانا للہ
و انا الیہ راجعون۔

اس کے بعد بھی خدائے رحیم و کریم نے اندلس
کے مسلمانوں کو سوا پانچ سو برس تک مہلت دیئے رکھی
اور ان کو موقع دیا تا وہ اپنی گزشتہ غلطیوں کا کفارہ
ادا کر سکیں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے سپین سے مسلمانوں
کی حکومت کو سمیٹنے کا فیصلہ فرمایا اور سب سے پہلے
۱۲۳۶ء کی جنوری کو ان سے قرطبہ چھین کر عیسائیوں
کے حوالے کر دیا اس کے بعد مسلمان سمٹ کر غرناطہ
میں مرکوز ہو گئے اور مزید اڑھائی سو سال تک ان کو موقع
دیا۔ اس اثنا میں قسطنطنیہ کی فتح کا شرف اللہ تعالیٰ نے
عثمانی سلطنت کو عطا فرما دیا اور اندلس کے مسلمانوں
کا کام ایک اور قوم سے لے لیا۔ قسطنطنیہ کی فتح ۲۹ر
مئی ۱۴۵۳ء کو مکمل ہوئی اور اس کے قریباً چالیس سال
بعد ۱۴۹۲ء میں مسلمانوں کو غرناطہ سے بھی نکال دیا گیا
اور مزید دو سو سال کے عرصہ میں ان کا نام و نشان بھی اندلس
سے مٹا کر ان کو ایسا کر دیا گویا وہ اس ملک میں کبھی
رہے ہی نہ تھے۔

اگرچہ قسطنطنیہ کی فتح سے سلطان محمد فاتح اس بشارت
کا وارث ہو گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی
لیکن اس سے وہ مقصد کامل طور پر پورا نہ ہوا جو
حضورؐ کے مدِنظر تھا کیونکہ ایک تو مسلمانوں نے اس
میں سات سو سال کی تاخیر کر دی تھی جو کام ۷۱۱ء میں
شروع ہو کر چند سال میں مکمل ہو جانا چاہیئے تھا وہ
۱۴۵۳ء میں جا کر ہوا اور اس دوران عیسائیت کو یہ
موقع مل چکا تھا کہ وہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا
کر کے ان کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیں چنانچہ ۱۴۵۳ء میں
جب سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تو قسطنطین

دوازدہم نے تمام یورپ میں ہرکارے دوڑا کر عیسائیوں کو متحد کر لیا اور روم کے پوپ کو بھی مسلمانوں کے مقابل پر اپنا ہمنوا بنا لیا اور اس نے یعنی پوپ جان نکلس پنجم نے پوری سرگرمی کے ساتھ عیسائیوں کو جہاد پر آمادہ ہونے کی ترغیب دی چنانچہ اندلس سے اراگون اور قسطلہ سے عیسائی مجاہدین کا ایک لشکرِ جرّار قسطنطنیہ پہنچا۔ اگر اندلس کے مسلمانوں میں ذرہ بھر بھی عقل ہوتی تو یہ ان کے لئے بہترین موقع تھا کہ وہ اپنا دو سو سال پرانا قرض چکا دیتے اور قرطبہ واپس لے لیتے مگر عیسائیوں کو معلوم تھا کہ اب اس قوم میں بیداری اور زندگی کی رمق ختم ہو چکی ہے وہ اطمینان سے قسطنطنیہ کے دفاع کے لئے چلے گئے ——

دوسری بات یہ ہے کہ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ کی فتح میں جو عوامل کام کر رہے تھے ان میں سب سے اہم سلطنتِ عثمانیہ کا دفاع تھا۔ چنانچہ تاریخ اسلام جلد سوم مصنفہ اکبر شاہ خان میں لکھا ہے کہ "(قسطنطنیہ کے محاصرہ کے دوران ـــ ناقل) ۲۴ رمئی کو قسطنطین نے سلطان کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ جس قدر خراج مجھ پر مقرر کریں میں ادا کرنے کو تیار ہوں۔ مجھ کو اپنا باج گذار بنا کر قسطنطنیہ میرے ہی پاس رہنے دیجئے۔ سلطان نے جبکہ اس کو شہر کے مفتوح ہونے کا یقین ہو چکا تھا جواباً کہلا بھیجا کہ اگر تم اطاعت قبول کرتے ہو تو تم کو یونان کا جنوبی حصہ دیا جا سکتا ہے لیکن قسطنطنیہ کو اپنے ممالکِ مقبوضہ میں شامل کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ سلطان محمد خان جانتا تھا کہ قسطنطنیہ کی عیسائی سلطنت جو سلطنتِ عثمانیہ کے بیچ میں واقع ہے جب تک قائم رہے گی خطرات اور مصائب کا سدِّ باب نہ ہو گا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ قسطنطنیہ سلطنتِ عثمانیہ کا بہترین دار السلطنت ہو سکتا ہے۔ وہ قسطنطین اور اس کے پیشرو قیاصرہ کی مسلسل شرارتوں سے بھی بخوبی واقف تھا۔ وہ اِس قدر طویل محاصرہ اور محنت کے بعد اب کامیابی کے قریب پہنچ چکا تھا" (صـ ۳۴۶)

بہر حال قسطنطنیہ تو فتح ہو گیا مگر صلیبی فتنہ کا اِستیصال نہ ہو سکا اور دراصل مقدّر یہی تھا کہ فتنۂ صلیب کا کامل استیصال اس بطلِ جلیل کے ہاتھ سے کیا جائے جو فارسی الاصل اور کاسرِ صلیب قرار پایا تھا یعنی یہ کام مسیح موعود کے لئے ازل سے مقدر تھا۔ مسلمان بیشک کئی ملکوں پر قابض ہو گئے تھے مگر وہ فاتح ہونے کے باوجود مفتوح تھے اور عیسائیت کے سانپ نے اندر اندر ہی سے ان کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی طاقتوں کو زہر آلود کر دیا تھا اور بالآخر اس عظیم اژدہے نے ان کو ظاہری اور مادی لحاظ سے بھی ایسا جکڑ لیا تھا کہ ان میں سانس لینے کی سکت بھی نہیں رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تشریف لا کر اس سانپ کا سر توڑ دیا اور اس فتنہ کی جڑھ ہی کاٹ کر رکھ دی اور اس بنیاد کو ہی اکھاڑ پھینکا جس پر قصرِ عیسائیت کی عمارت کھڑی تھی۔ آپ نے صلیبی عقیدہ (خواہ وہ مسلمانوں کا تھا یا عیسائیوں کا) پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اس کے بعد عیسائیت کبھی سنبھل نہ سکی اور روز بروز گرتے گرتے وہ معدوم ہوتی نظر آ رہی ہے۔

اسلام کی اِس نشأۃِ ثانیہ کے دَور میں جس کا آغاز
الٰہی نوشتوں کے مطابق ملکِ ہند سے ہوُا اس ملک پر
ایک یورپین طاقت یعنی سلطنتِ برطانیہ مسلّط تھی جس کے
ذریعہ سے دُنیا کے بیشتر ممالک میں عیسائیت نے فروغ
پایا حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد چالیس سال کے
اندر اندر ہندوستان سے اس کی صف لپیٹ دی گئی
اور دُنیا کے دوسرے کئی ممالک سے بھی اس کا تسلّط ختم
ہو گیا اور آج وہ اپنے ملک میں ہی سمٹ کر رہ گئی ہے
یہی حال دوسری یورپی طاقتوں کا ہوُا۔ یہ ایک ظاہری
زک تھی جو عیسائیت نواز طاقتوں کو مسیح موعود کی
روحانی توجہ سے پہنچی مگر خود عیسائیت کے فتنہ کے
استیصال کے لئے ضروری تھا کہ کسرِ صلیب کے سامانوں کو
لے کر خود یورپ پر بھر پور حملہ کیا جائے اور اس سانپ کا
سر کچلنے کے لئے اس کا آخر تک تعاقب کیا جائے اور اسی
مقصد کے لئے حضرت مصلح موعود نے یورپ میں تبلیغ
اسلام کا جال پھیلا دیا اور متعدد ممالک میں مشن قائم فرما
دئے لیکن سپین کو آپ نے بھی وہی اہمیّت دی جو حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے دی تھی اور آپ نے بھی یورپ کو
فتح کرنے کے لئے سپین کو GATEWAY قرار دیا چنانچہ
آپ نے جولائی ۱۹۴۶ء میں مسجد مبارک قادیان میں فرمایا:-

"خصوصاً سپین اور صقلیہ کے واقعات
کو پڑھ کر تو اس (ایک مومن۔ ناقل)
کا خون گرمی کی حد سے نکل کر اُبلنے کی
حد تک پہنچ جاتا ہے جہاں ہمارے آباؤ
اجداد نے سینکڑوں سالوں تک حکومتیں
کیں اور وہ ان ممالک کے بادشاہ
رہے وہاں مسلمانوں سے یہ سلوک کیا
گیا کہ ان کو جبراً عیسائی بنا لیا گیا اور
آج وہاں اِسلام کا نام لینے والا بھی
کوئی نہیں۔ پھر یہ علاقے اِس لحاظ سے
بھی خصوصیّت رکھتے ہیں کہ وہاں سے تمام
یوروپین ملکوں میں تبلیغ کے رستے کھُلتے
ہیں۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۱۱ ص ۲۹)

سپین میں پہلا مشن مارچ ۱۹۳۶ء میں قائم
کیا گیا لیکن اِسی سال سپین میں خانہ جنگی شروع ہو گئی
جس کی وجہ سے یہ مشن بند کرنا پڑا اور مبلّغِ احمدیت
ملک محمد شریف صاحب گجراتی سپین سے اٹلی تشریف
لے گئے۔

دوسری مرتبہ ۱۹۴۶ء میں حضرت مصلح موعود کے
زمانہ میں ہی دوبارہ ۲ دو مبلّغینِ کرام یعنی مولانا کرم الٰہی
صاحب ظفر اور مولانا محمد اسحٰق صاحب ساقی کو بھجوایا گیا
مکرم ساقی صاحب کو ایک سال کے بعد پاکستان بلوا لیا
گیا اور ساتھ ہی بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مشن بند
کر دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا مگر مولانا ظفر صاحب نے مشن
جاری رکھنے کے لئے حضور سے خصوصی اجازت حاصل
کر لی اور وہ مشن کے لئے خود ہی اخراجات پیدا کر کے
کام چلاتے رہے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے کام میں برکت
دی اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ انہوں نے "اسلام کا اقتصادی
نظام" اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ہسپانوی زبان

میں ترجمہ بھی شائع کرا دیا۔ اسلام کی اس اشاعت پر وہاں کے کیتھولک پادری بہت سیخ پا ہوئے اور انہوں نے حکومت سے گٹھ جوڑ کر کے مارچ ۱۹۵۶ء میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت پر پابندی لگوا دی۔ اس پر حضرت مصلح موعود نے ایک زبردست احتجاجی خطبہ جمعہ پڑھا جس کے نتیجہ میں بعض ملکی اخبارات نے بھی حکومتِ سپین سے اس حکم کے خلاف احتجاج کیا۔ اس پابندی کے دور میں بھی خود سپینی عوام اسلام میں دلچسپی لیتے رہے اور کسی نہ کسی طور سے تبلیغ جاری رہی۔ الغرض یہ پابندی ۱۹۷۰ء تک رہی تا آنکہ خلیفہ ثالث سیّدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ بنفسِ نفیس سپین تشریف لے گئے اور اسی سال یعنی ۱۹۷۰ء میں سپین مشن باقاعدہ رجسٹرڈ کر لیا گیا اور مشن پر سے حکومت کی ہر قسم کی پابندیوں اور نگرانیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

غرناطہ مسلمانوں کی آخری پناہ گاہ تھی جس پر ۱۴۹۲ء میں عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا اور غرناطہ ہی وہ مقام تھا جہاں ۱۹۷۰ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسلام اور سپین کی فتحِ ثانیہ کے لئے درد و کرب اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا چنانچہ ۲۹، اور ۳۰ مئی ۱۹۷۰ء کی درمیانی شب حضور کو فجر کے قریب آپ کی دعاؤں کو قبولیت سے نوازتے ہوئے بشارت دی گئی:

ومن یتوکّل علی اللہ فھو حسبہ۔
انّ اللہ بالغ امرہٖ۔ قد جعل اللہ
لِکُلّ شیءٍ قدرًا۔

اور اس کی تشریح میں حضور نے فرمایا:-

"اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ۔ اللہ تعالیٰ جو اپنا مقصد بناتا ہے اسے ضرور پورا کر کے چھوڑتا ہے اس لئے تمہیں یہ خیال نہیں آنا چاہیئے یہ خوف نہیں پیدا ہونا چاہیئے کہ یہ نہیں ہو سکتا — یہ ہو گا — اور ضرور ہو گا — کیونکہ یہ اللہ نے فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہی یہ ہے کہ تمام اقوامِ عالم کو وحدتِ اسلامی کے اندر جکڑ دیا جائے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں لا کر کھڑا کر دیا جائے۔"

گویا جو بشارت طارق بن زیاد کو سپین پر حملہ کے وقت خواب میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے عطا فرمائی تھی اس سے بھی زبردست بشارت خدائے قادر و توانا نے اپنے لفظی الہام کے ذریعہ اسلام کے اس فتح نصیب جرنیل فارسی الاصل خلیفہ ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو عطا فرمائی اور اس طرف اشارہ کر دیا کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ میں اقوامِ عالم کو وحدتِ اسلامی میں جکڑنے کے پروگرام کا اندلس یعنی سپین کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے چنانچہ اس کے بعد جلد ہی حضورؒ نے سرزمینِ اندلس میں سینکڑوں سال کے بعد ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ دیا جسے اللہ تعالیٰ نے حضورؒ کی مبارک زندگی میں ہی مکمل کر دیا اور یہ شرف سرزمین قرطبہ کو حاصل ہوا۔ قرطبہ کا انتخاب خاص خدائی

تصرف کے تحت تھا مگر یہ ایک الگ مضمون ہے جس کی تفصیل یہاں نہیں بیان ہوسکتی مگر ایک نہایت دلچسپ امر یہ ہے کہ جب حضرت خلیفہ ثالث پہلی بار سرزمین اندلس میں داخل ہوئے تو ہوائی جہاز کے سفر کے دوران جبکہ وہ میڈرڈ کی فضاؤں میں داخل ہوچکا تھا حضور کو بیداری کے عالم میں طارق کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی جسے حضور نے عین بیداری کے عالم میں سنا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۶۰)

اس کے پورے دس سال بعد اللہ تعالیٰ نے حضور کے ذریعہ سے قرطبہ کے قریب پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھوایا۔ اس کی زمین کی خرید اور ابتدائی مراحل کے لئے سپین کے مبلغ مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر نے مکرم اقبال احمد صاحب نجم مبلغ قرطبہ کو خدمات تفویض کیں۔ ان کی واپسی پر مکرم عبدالستار خان صاحب مبلغ قرطبہ نے باقی کام سرانجام دیا۔ جب وہ واپس پاکستان آئے تو مکرم اقبال احمد صاحب نجم کو دوبارہ مولانا ظفر صاحب کی مدد کے لئے بھجوایا گیا۔ اب بفضلِ خدا مسجد مکمل ہوچکی ہے۔ مکرم اقبال احمد صاحب نجم دل کی بیماری کی وجہ سے واپس آچکے ہیں اور ان کی جگہ پھر عبدالستار صاحب واپس قرطبہ پہنچ چکے ہیں اور اب عنقریب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز انشاء اللہ اس کا افتتاح فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے سرزمینِ قرطبہ میں ساڑھے سات سو سال کے بعد پہلی بار جس کو خدائے واحد کا نام بلند کرنے کے لئے اور اس کی عبادت کے لئے مسجد بنانے کی توفیق بخشی وہ مسیح موعود کی جماعت تھی۔ حضرت مصلح موعود نے مارچ ۱۹۴۶ء میں فرمایا تھا:-

"ہم یقیناً ایک دفعہ پھر سپین کو لیں گے ہماری تلواریں جس مقام پر جاکر کند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں کا حملہ شروع ہوگا اور اسلام کے خوبصورت اصول کو پیش کرکے ہم اپنے بھائیوں کو خود اپنا جزو بنالیں گے۔"

(الفضل ۶ر اپریل ۱۹۴۶ء)

پس اس مسجد کے قیام کے ذریعہ سے احمدیت کی سپین پر ایک نئی یلغار شروع ہورہی ہے اور اس یلغار کو اب کوئی نہیں روک سکے گا کیونکہ یہ یلغار جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر ہو رہی ہے تلوار کی کاٹ مندمل ہو جاتی ہے اور اسی لئے عیسائیت کو مہلت مل گئی تھی مگر ہماری زبانوں کی کاٹ کے آگے عیسائیت نہیں ٹھہر سکے گی اور وہ ہمارے دلائل کا زخم برداشت نہیں کرسکے گی کیونکہ اب اس کے کچلے جانے کا وقت آچکا ہے جس کے ساتھ ہی اس کا طلسم ہمیشہ ہمیش کے لئے نابود ہوجائے گا اور سسکتی ہوئی انسانیت اس کے دم سے آزاد ہوکر اپنے خالقِ حقیقی کی طرف دوڑتی ہوئی آئے گی اور زمین و آسمان خدائے بزرگ و برتر کی حمد کے ترانوں سے بھر جائیں گے اور ہر طرف سے آواز آرہی ہوگی کہ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه

مسجد "بشارت" پیدرو آباد، سپین

(مکرم اقبال احمد نجم صاحب، سابق مبلغ سپین)

سپین وہ ملک ہے جہاں آٹھ سو سال تک مسلمانوں نے حکومت کی۔ جہاں بکثرت سے مساجد پائی جاتی تھیں اور پانچوں وقت کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کی صدا بلند ہوتی تھی۔ صرف قرطبہ میں ہی ۶۰۰ سے ۲۰۰۰ تک مساجد پائی جاتی تھیں۔ جو بعد میں کچھ تو آپس کی خانہ جنگی کی وجہ سے تباہ ہوئیں اور کچھ نصرانی فوجوں کی یلغار کے نتیجہ میں مسمار ہو گئیں یا کلیساؤں میں تبدیل کر دی گئیں۔ مدینۃ الزھراء کے عظیم محلات کھنڈر بنا دیئے گئے اور اس سرزمین پر ظلموں کی عظیم داستانیں رقم کی گئیں۔

پیدرو آباد (PEDRO ABAD) اور مونتورو (MONTORO) وہ علاقہ ہے جہاں نصرانی فوجوں نے چھاؤنی ڈالی تھی اور منظم ہوئی تھیں اور قرطبہ پر حملہ کر کے اسلامی سلطنت کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا تھا کہ:-

"جہاں سے مسلمانوں کی تلواروں کے وار کند ہوئے وہاں سے ہماری زبانوں کے وار شروع ہونگے جن کو کند نہ کیا جا سکے گا"

یہ بابرکت کلمات اسی چھاؤنی کے علاقہ میں ساڑھے سات سو سال بعد مسجد بشارت پیدرو آباد قرطبہ کے عظیم روحانی قلعہ کی تعمیر سے پورے ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۷۰ء میں ملک سپین کا پہلا دورہ فرمایا تو یہاں اسلام کی ترقی کے لئے بڑی گریہ وزاری سے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تضرعات کو سنا اور الہاماً بتایا:-

"وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝"

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے بموجب جلد ہی ایسے سامان پیدا فرما دیئے کہ توحید باری اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل سپین کے سینے منور ہوں اور اسلام کی اشاعت کی راہ ہموار ہو۔ چنانچہ

سپین میں مذہبی آزادی کا اعلان ہوگیا اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۹ سال کے اندر ہی مسجد کیلئے زمین خریدنے اور سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے راہ ہموار کر دی۔

پہلے خیال تھا کہ طلیطلہ میں جو پُرانی مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی مسجد ہے وہ مسجد حکومت سے لے لی جائے۔ لیکن پادریوں نے یہ کوشش کامیاب نہ ہونے دی۔ اس کے بعد مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مشنری انچارج سپین اور خاکسار طلیطلہ اور اس کے مضافات میں زمین دیکھتے رہے پھر بعد میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے پیشِ نظر مکرم مشنری انچارج صاحب اور مکرم عبدالستار خان صاحب قرطبہ اور اسکے مضافات میں زمین کی تلاش میں لگے رہے۔ آخر وہ مقدر زمین دستیاب ہوگئی جس پر سپین میں پہلا رُوحانی قلعۂ اسلامی تعمیر ہونا تھا۔

مسجد احمدیہ بشارت پیدرو آباد ضلع قرطبہ میں قرطبہ سے میڈرڈ جانے والی بڑی سڑک پر ۳۲ کلومیٹر پر واقع ہے۔ میڈرڈ کی طرف سے آئیں تو پہلے دریائی قصبہ VILLADEL RIO آتا ہے۔ پھر مونتورو اور اس کے ۱۳ کلومیٹر بعد PEDRO ABAD برلبِ سڑک دکھائی دیتا ہے۔ اور اگر قرطبہ کی طرف سے آئیں تو ELCARPIO (الکربیؓ) کے ۲ کلومیٹر بعد ہے اور سڑک سے دکھائی دینے لگتا ہے۔ اس جگہ کے شمال میں ضلع طلیطلہ اور سیوداد ثیان، جنوب کی طرف غرناطہ اور اشبیلیہ کے اضلاع۔ مشرق کی طرف خائین۔ مغرب کی طرف غرناطہ اور اشبیلیہ کے اضلاع ہیں۔

اس قصبہ کی آبادی تقریباً چھ ہزار ہے۔ دو ہزار کے قریب مکانات پائے جاتے ہیں۔ لوگ سادہ اور نیک فطرت ہیں۔ کثرت زراعت پیشہ ہے۔ ارد گرد قریب قریب آٹھ قصبات پائے جاتے ہیں اور اس تحصیل کے درمیان میں پیدرو آباد ہے۔

مسجد بشارت کا نقشہ "ل" شکل کا منظور ہوا جو عربی اور اردو میں "ل" کا قائم مقام ہے۔ جو "اللہ" کا مخفف اور لا الٰہ الّا اللہ کا پہلا لفظ ہے۔ اس زمین کا رقبہ تقریباً ۶۲۰۰ مربع میٹر ہے اور تعمیر تقریباً نصف پر ہوئی ہے۔ اس کے آرکیٹیکٹ SY. JOSE LOPEZ ہیں جو ضلع قرطبہ میں وزارتِ تعمیرات کے سرکاری نمائندے بھی ہیں۔ اس کے کنٹریکٹر SY. ALFONSO VILLAREJO ہیں جو اسی گاؤں کے باشندے ہیں۔

عمارت میں ایک مسجد، ایک ہال، وضوء کا کمرہ، دو دفاتر، ایک گیسٹ ہاؤس جس میں دو کمرے غسل خانہ باورچی خانہ ہیں اور پھر ایک کمرہ مع غسلخانہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور ساتھ ہی وسیع بیٹھک ہے۔ اس کے بعد رہائش کے لئے ۴ بڑے کمرے، دو ملحق غسل خانے، ایک باورچی خانہ، ایک کھانے کا کمرہ اور ایک سٹور ہے۔

۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے زمین کو تیار کرنے میں وہاں کے خدام نے

مثالی وقارِ عمل کیئے اور رات دن کی محنتِ شاقہ سے زمین کو اس قابل بنایا اور شامیانے وغیرہ لگائے گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ دوسری دفعہ سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارک سے رکھنے اور دُعاؤں سے اِس مشن کا آغاز کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو خاص دُعائے ابراہیمی کی اُن آیات کو تلاوت کرکے اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا جن میں بیت اللہ کی تعمیر اور وادیٔ غیر ذی زرع میں اپنی اولاد کو بسانے اور اس جگہ کو مرجعِ خلائق بنانے کی دُعائیں ہیں۔

اِس موقع پر ایک عجیب جذب وکششِ رُوحانی محسوس کی گئی۔ ایسا الٰہی تصرّف ہُوا کہ پُورے قصبہ کے علاوہ مضافات کے لوگ اُمڈ آئے اور انہوں نے بھرپُور تعاون کیا۔ سکول کے بچے اور بچیاں اور ان کے اساتذہ سب نے غیر معمولی دلچسپی لی۔ عزّت مآب گورنر صاحب کے نمائندے نے بھی اِس تقریبِ سعید میں شمولیت کی۔ ایک عجیب سرور تھا جس نے ہر دل کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ عجیب کیف تھا جو ہر رُوح پر چھایا ہُوا تھا۔ عجیب رُوحانی سماں تھا کہ ہر وجود اُس کے ہالے میں آ چکا تھا۔

الغرض ہر طرف خوشی کی فضا محیط تھی۔ حضور کے ساتھ مل کر تمام احباب (مقامی وغیر مقامی) مسرّت کے شادیانے بجا رہے تھے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے بچوں اور بچیوں میں نقدی تقسیم کی، پھر نوٹ تقسیم کیے اور جب ختم ہوگئے تو حضور نے قافلہ والوں سے لیکر تقسیم کرنے شروع کیے۔ عجیب خوشی کا عالم تھا کہ جو نوکِ قلم پر نہیں لایا جا سکتا۔

مقامی آبادی نے ELREY کے فلک شگاف نعرے لگائے یعنی "بادشاہ زندہ باد"۔ آپ نے مختصراً وہاں پر خطاب فرمایا اور اعلان فرمایا کہ خدائے واحد کی عبادت کرنے والوں کے لئے اِس مسجد کے در ہمیشہ وا رہیں گے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو۔ آپ نے یہ محبت بھرا پیغام بھی دیا:-

"LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE."

آپ نے پیدرو آباد کے لوگوں کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں مال اور اولاد میں فراخی عطا فرمائے۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد حضرت سیّدہ آپا منصورہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا نے تمام احمدی خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے اینٹ نصب کی۔ بعد ازاں بعض مبلّغین کرام کے علاوہ مقامی آبادی کی سب سے زیادہ معمر عورت اور سب سے کم عمر بچے نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔ یہ امر بطور تفاؤل تھا کہ اِس علاقہ کے بزرگ اسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر تمام دُنیا کے لیئے نیک نمونہ بنیں گے اور آئندہ آنے والی نسل اُن کے نیک نمونہ سے فیضیاب ہو کر اسلامی فوج میں داخل ہوتی چلی جائے گی۔

کنسٹرکیٹ میں ۱۰ ماہ کے اندر عمارت بنانے کا معاہدہ تھا لیکن مزدوروں کی ہڑتال کی وجہ سے چھ ماہ تک کام شروع نہ ہو سکا۔ ۱۶ر مارچ ۱۹۸۱ء کا وہ دن تھا جس دن ہم مبلّغین کی موجودگی میں دُعاؤں کے ساتھ

اس مسجد کی باقاعدہ تعمیر کا آغاز ہؤا۔ زرعی اور پولی زمین ہونے کی وجہ سے ۹ فٹ گہری اور ۶ فٹ چوڑی بنیادیں کھود کر انہیں سیمنٹ اور بجری وغیرہ سے پُر کیا گیا جس پر اصل عمارت کو کھڑا کیا گیا۔ پہلے برآمدہ صرف مسجد کے سامنے تھا بعد میں ریذیڈینس چھوڑ کر تمام عمارت کے سامنے منظور فرمایا گیا۔ پہلے مینارے عام سے رکھے ہوئے تھے بعد میں حضور نے منارۃ المسیح کا فوٹو بھجوایا اور اس کی نقل کرنے کے لیئے فرمایا۔ چنانچہ مصنوعی پتھر تیار کرنے والوں نے اس کے سانچے تیار کر کے مینارے بنائے جو مصالحہ سے جوڑے اور نصب کیئے گئے۔ ان کا رنگ کریم کلر ہے۔ جماعت احمدیہ کی تمام تعمیر ہونے والی مساجد میں یہ اکیلی مسجد ہے جس کے مینار منارۃ المسیح جیسے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کے اندر محراب پر اور باہر ماتھے پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے علاوہ اور کوئی عبارت نہ لکھی جائے۔ البتہ بیرونی گیٹ پر "محبت سب کے لیئے نفرت کسی سے نہیں" کا سپینش ترجمہ لکھنے کی ہدایت فرمائی۔ ایک دفعہ باہر سڑک پر بڑا سائن بورڈ لگانے کے لیئے اجازت مانگی گئی تو حضور نے فرمایا۔ مسجد اپنی ذات میں خود مجسم اعلان ہوتی ہے اس کے لیئے کسی سائن بورڈ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مسجد کی خوبصورتی کو دوبالا کرنے کے لیئے آپ نے اس کے تینوں طرف باغ اور گھاس کے پلاٹ منظور فرمائے اور فرمایا کہ ۴۔۵ سال کے پودے لگائے جائیں جو جلد پھل دے دیں۔ عمارت فروری ۱۹۸۲ء میں مکمل ہوئی اور فرنیچر وغیرہ بعد میں فراہم ہؤا۔

سپینش ذرائع ابلاغ میں مسجد بشارت کا ذکر!

سنگِ بنیاد کے روز ریڈیو پر خبروں میں اور قرطبہ کے مقامی اخباروں اور ٹیلیویژن نے مسجد بشارت کی اس تقریب کو نمایاں جگہ دی۔

۳۱ جولائی ۱۹۸۱ء اور یکم اگست ۱۹۸۱ء کو خاکسار نے جماعت احمدیہ قرطبہ کے ہمراہ مسجد بشارت کے محراب میں پہلی بار جمعۃ الوداع اور عید الفطر کی نماز ادا کی تو اس کی خبریں بھی قرطبہ کے اخبارات میں شائع ہوئیں۔

۲۱ اگست ۱۹۸۱ء کو اخبار قرطبہ نے خاکسار کا ایک انٹرویو شائع کیا جس کا ترجمہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔

۱۶ ستمبر ۱۹۸۱ء کو قرطبہ ریڈیو و نمائندہ برائے اشبیلیہ نے انٹرویو لیا اور جماعت احمدیہ اور مسجد کا تعارف یکم اور ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو یکے بعد دیگرے دونوں جگہ سے نشر کیا گیا۔

اخبار ABC سے رابطہ پیدا کیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے مع فوٹو مسجد پیدرو آباد کے مختلف طبقات کے لوگوں کی مسجد کے متعلق آراء پر مشتمل ایک طویل مضمون تمام ورق پر اپنے اخبار میں شامل اشاعت کیا جس کا ترجمہ الفضل میں آ چکا ہے۔

۱۵ اور ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو اسی اخبار میں دو طویل خطوط اسلام و احمدیت کے عقائد اور مسجد کے مقام کی وضاحت اور بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کیلئے شائع

ہوئے ۔

۸ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مسجد بشارت میں ہم نے عید الاضحیٰ کی نماز ادا کی جس کی خبریں نمایاں طور پر شائع ہوئیں۔ ہماری طرف سے دعوت نامہ بھی شائع کیا گیا چنانچہ گرد و نواح کے ۸ گاؤں کے پادری بمع اپنے نائبین کے ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔

۱۴ر جنوری ۱۹۸۲ء کو A.B.C اخبار میں جماعت احمدیہ کی مسجد کے تعارف اور افتتاح کی اطلاع پر مشتمل خبر شائع ہوئی۔

۱۶ر فروری ۱۹۸۲ء کو سپین کے مشہور اور کثیر الاشاعت ہفت روزہ EL CAMBIO کے نمائندے نے آکر مسجد کی غرض و غایت کے بارہ میں انٹرویو لیا جو بمع فوٹو مسجد شائع کیا۔ خاکسار نے اخبار A.B.C سے رابطہ قائم کیا ہوا تھا چنانچہ انہوں نے بعد میں مکرم مشنری انچارج صاحب کا انٹرویو لیکر شائع کیا جس میں مسجد اور عقائدِ احمدیت کا ذکر کیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ سپین کے ذرائع ابلاغ نے کسی تعصب کے بغیر مذہبی آزادی کے قانون پر عمل کرتے ہوئے ہماری کوششوں کو مناسب جگہ دینے سے گریز نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس جہاد کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

مسجد احمدیہ سپین کا افتتاح سپین میں اسلام کے شاندار مستقبل کا ایک کھلا اعلان ہے کیونکہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو دوسری دفعہ سپین میں قیام کے دوران ہی الہام ہوا تھا "بُشریٰ لکم" یعنی اس مسجد کے ذریعہ سے اسلام کی فتوحات کا ایک باب کھل گیا ہے اسی وجہ سے اس مسجد کا نام بھی مسجد بشارت تجویز فرمایا کہ اب اس سرزمین میں اسلام کی خوشبو پھیل کر تمام فضا کو معطر کر دے گی۔ اور قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھوں اسے مقدر فرمایا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تاریخ ساز مسجد کے پہلے امام اور مشنری انچارج سپین کے طور پر مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر سابق مبلغ امریکہ کو مقرر فرمایا ہے۔ اس مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکھا اور افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۰ر ستمبر ۱۹۸۲ء کو فرما رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلد وہ دن لے آئے جبکہ سپین کے چپہ چپہ پر پہلے سے بہت بڑھ کر اور زیادہ شاندار طریقے سے کلمہ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بلند ہونے لگے اور یہ حقیقت اُن کے قلوب پر کچھ اس طرح سے کندہ ہو کہ قیامت تک پھر کبھی مٹائے نہ مٹے۔

آمین

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا اڑتیسواں (۳۸) سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ ۱۵، ۱۶، ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ خلافت رابعہ کا یہ پہلا اجتماع ہے اسلئے زیادہ سے زیادہ خدام اس میں شمولیت فرمائیں۔ نیز ہر مجلس کی نمائندگی کے لیئے بھرپور کوشش فرمائیں۔ اجتماع کی اہمیت اور سو فیصد نمائندگی کے لئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات بغرض تعمیل پیش ہیں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

- "جو نمائندے ان اجتماعوں میں شامل ہوں گے وہ ایک نئی رُوح اور ایک نئی زندگی لیکر واپس جائیں گے۔"

  (الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۷۰ء)

- "یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور بہترین سبق ہے اس لئے احمدی نوجوانوں کو اس طرف پُوری توجہ دینی چاہیئے۔"

  (الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء)

- "ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اجتماع میں ہماری پُوری کی پُوری نمائندگی ہونی چاہیئے۔"

  (الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء)

- "ہمارا مقصد ہمیں صرف اُس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب ہم یہ کوشش کریں اور ہماری روایت اور معمول یہ ہو کہ ان اجتماعات میں ہر جماعت کی نمائندگی ضرور ہو۔" (الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۷۰ء)

- "پس خدام الاحمدیہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اجتماع میں شمولیت کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اجتماع میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ پھر اجتماع کو کامیاب بنانے کی طرف منتظمین بھی توجہ دیں۔"

  (الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء)

قرار دادہائے تعزیت

اپنے محبوب امام کی جُدائی اور مفارقت پر آقا کے غلاموں نے جس دلی کرب اور غم کا اظہار کیا، اس کی ایک جھلک اُن قرار دادہائے تعزیت میں نظر آتی ہے جو حضور کے سانحۂ ارتحال پر ادارہ کو موصول ہوئیں۔

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے پر خدائی انعامات کے نزول اور اُس کے وعدوں کی تکمیل کے نظاروں کو دیکھ کر، فدائیانِ خلافت نے جس رنگ میں خلافت سے اپنی دل بستگی و وارفتگی کا اظہار کیا ہے اُس کی ایک جھلک عہدِ وفا کی ان قرار دادوں میں ملتی ہے جو اس موقعہ پر خلافتِ احمدیہ کے [illegible] دنی خادموں نے اپنے آقا سے عہدِ وفا باندھنے کے لیئے ان کے حضور پیش کیں۔

گزشتہ شمارہ میں ان قرار دادوں میں سے بعض اہم اور ضروری قرار دادہائے تعزیت و عہدِ وفا شاملِ اشاعت کئے گئے تھے۔ ان کی کثرت کی وجہ سے ادارہ سب کو شائع کرنے سے معذور ہے۔ لہٰذا اس شمارہ میں بعض کی فہرست پیش کی جارہی ہے ——— (ادارہ)

ادارہ جات:

(۱) وقفِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ۔
(۲) مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ۔
(۳) لوکل انجمن احمدیہ ربوہ۔
(۴) انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجنیئرز۔
(۵) فرقین سٹوڈنٹس یونین ربوہ۔
(۶) طلبائے قدیم، احمدی اساتذہ وکارکنان گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔
(۷) ربوہ کے باسکٹ بال کھلاڑی اور منتظمین۔
(۸) احمدی اساتذہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔
(۹) سٹاف ممبران نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ۔
(۱۰) رابعہ کنڈرگارٹن ربوہ۔

بیرونِ پاکستان:

(۱) صدر انجمن احمدیہ قادیان۔
(۲) تحریکِ جدید انجمن احمدیہ قادیان۔
(۳) مجلس وقفِ جدید قادیان۔
(۴) احمدیہ مسلم مشن کانو (نائیجیریا)۔
(۵) جماعت احمدیہ کوپن ہیگن۔

(۶) جماعت احمدیہ میمن سنگھ بنگلہ دیش ۔
(۷) اونہ گام ۔ بانڈی پورہ کشمیر ۔
(۸) انجمن احمدیہ بنگلہ دیش ۔
(۹) جماعت ہائے احمدیہ ناروے ۔
(۱۰) جماعت احمدیہ کیلگری ۔ کینیڈا ۔
(۱۱) جماعت احمدیہ انڈونیشیا ۔
(۱۲) جماعت احمدیہ نیورن برگ مغربی جرمنی ۔
(۱۳) جماعت احمدیہ برمنگھم (برطانیہ)
(۱۴) جماعت احمدیہ مڈلینڈ ریجن (برطانیہ)
(۱۵) احمدیہ مسلم مشن ۔ جاکرتہ
(۱۶) جماعت احمدیہ ہمبرگ (جرمنی)
(۱۷) ہنسلو ۔ لنڈن
(۱۸) جماعت احمدیہ جاپان ۔
(۱۹) لجنہ اماء اللہ لنڈن ۔
(۲۰) مجلس خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش ۔

(۹) نبی سر روڈ ۔
(۱۰) ڈرگ روڈ کراچی ۔
(۱۱) ساہیوال شہر ۔
(۱۲) واہ کینٹ ۔
(۱۳) اسلام آباد ۔
(۱۴) سانگھڑ ۔
(۱۵) نصرت آباد (سندھ)
(۱۶) گوجرانوالہ شہر ۔
(۱۷) جوہر آباد ۔
(۱۸) پہٹی وند کالری (جہلم)
(۱۹) جماعت احمدیہ شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین
(۲۰) منڈی بہاؤالدین شہر (۲۱) گولارچی (بدین)

مجالس انصار اللہ :

(۱) مجلس انصار اللہ ۔ ضلع کراچی

جماعتہائے احمدیہ پاکستان :

(۱) اُمرائے اضلاع پنجاب ۔
(۲) ضلع گجرات
(۳) مجلس عاملہ امارت ضلع نواب شاہ ۔
(۴) ضلع ملتان
(۵) ناصر آباد اسٹیٹ (سندھ)
(۶) نوکوٹ (سندھ)
(۷) گوجرخان
(۸) میرا بھڑکا (آزاد کشمیر)

مجالس خدام الاحمدیہ پاکستان :

(۱) ربوہ
(۲) حلقہ گلشن پارک مغلپورہ (لاہور)
(۳) ڈرگ روڈ (کراچی)
(۴) سرگودھا شہر
(۵) عزیز آباد ۔ کراچی
(۶) احمد نگر
(۷) اسلام آباد غربی
(۸) مارٹن روڈ ۔ کراچی

(۹) دہلی گیٹ (لاہور)

(۱۰) ملتان چھاؤنی

(۱۱) سانگلہ ہل

(۱۲) اسلام آباد ۔ شرقی

(۱۳) چک ۱۴۱/۱۲ مراد (بہاولنگر)

(۱۴) نوشہرہ کینٹ

(۱۵) صدر کراچی

(۱۶) پشاور

قیادت اضلاع

(۱) قیادت شیخوپورہ شہر و ضلع ۔

(۲) " ضلع گجرات

(۳) " ضلع کراچی

(۴) " ضلع نواب شاہ

(۵) " ضلع سیالکوٹ

(۶) " سرگودھا شہر و ضلع

(۷) " ضلع گجرات

(۸) " ضلع اسلام آباد (آزاد کشمیر)

(۹) " کوئٹہ

(۱۰) " ضلع ہزارہ

مجالس اطفال الاحمدیہ

(۱) مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

(۲) " " عزیز آباد کراچی

لجنہ اماء اللہ:

(۱) لجنہ اماء اللہ ۔ ربوہ

وہ بالکل سیرِ روحانی کے مشابہ تھا

(اوسلو (ناروے) سے محترم صدر صاحب کا مکتوب گرامی)

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے ۔ کل ہم سویڈن کے لئے روانہ ہوں گے ۔ یہاں (ناروے میں) ایک کامیاب اور بہت مفید پریس کانفرنس ہوئی ۔ جماعت نے استقبالیہ دیا جس میں اوسلو کے میئر اور معززین شریک ہوئے ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں ناروے میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی ۔ .... حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سارے ناروے کی سیر کی اور واپس آکر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ۔ وہ بالکل سیرِ روحانی کے مشابہ تھا ۔ بہت ہی عجیب طرز تھی ۔ لوگ جھوم اُٹھے ۔ ....

دوستوں کو سلام علیکم

(۲) لجنہ اماء اللہ ایبٹ آباد

(۳) " " گوجرانوالہ

(۴) " " حلقہ گلشن احمد قیادت ۱۲ ۔ کراچی

(۵) " " ڈیفنس سوسائٹی کراچی

ناصرات الاحمدیہ

(۱) ناصرات الاحمدیہ ربوہ

(۲) " " ڈیفنس سوسائٹی کراچی

(۳) " " قیادت ۱۲ کراچی

قرار دادِ تعزیت

یہ خبر سُن کر ہمیں دلی دُکھ اور رنج ہوا ہے کہ ہمارے بھائی مکرم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے والد محترم جناب ابو الخیر محمد محب اللہ صاحب ۱۲ اگست ۱۹۸۲ء کو بنگلہ دیش میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مکرم محمود احمد صاحب اِن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بیرونی ممالک کے اس پہلے تاریخی دورے میں شریک سفر ہیں جس میں حضور مسجد "بشارت" سپین کا بھی افتتاح فرما رہے ہیں۔ اپنے والد بزرگوار کی اچانک وفات کی خبر اُن کو سویڈن میں ملی ہے۔ اس لحاظ سے یہ سانحۂ ارتحال اُن کے لئے خصوصاً اور بھی غمناک اور تکلیف دہ ہے۔ لیکن ہم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اور رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا کا سبق کیسے بھول سکتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف آج کل بنگلہ دیش میں سلسلہ احمدیہ کے مبلغ تھے ـــــ اور خوش قسمت ہے وہ باپ! کہ میدانِ جہاد میں خدماتِ دینیہ بجالاتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوا۔ اور خوش قسمت ہے وہ بیٹا! جو خادمِ خلافت ہو کر خلیفۂ وقت کے ہمرکاب ہے اور وطن سے ہزاروں میل دُور ایک دوسرے میدانِ جہاد میں یہ اندوہناک خبر سُنتا اور صبر کرتا ہے اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنتا ہے۔

محترم مولوی صاحب موصوف مارچ ۱۹۲۰ء میں مشرقی بنگال میں پیدا ہوئے۔ آپ چردوکھیہ تحصیل چاندپور ضلع کمیلا کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد خواجہ مولوی عبد المنان صاحب بھی عالم انسان تھے۔ علاقہ کے لوگ آپ کے خاندان سے عقیدت رکھتے تھے اور تعویذ وغیرہ بھی لیتے تھے۔ مولوی صاحب مرحوم نے مولوی فاضل کا امتحان بنگال سے پاس کیا۔ آپ جامعہ ازدیہ کے فارغ التحصیل تھے۔ جہاں آپ نے درس نظامی کے نصاب کے علاوہ صحاح ستّہ وغیرہ بھی درساً پڑھیں۔ اس کے بعد آپ درس و تدریس میں مشغول رہے اور ضلع میمن سنگھ میں چینی ڈولی عالیہ مدرسہ میں بحیثیت صدر مدرس خدمات انجام دیں۔

مئی ۱۹۴۳ء میں آپ کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو کر خلافتِ ثانیہ کی بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے قادیان تشریف لا کر سکونت فرمائی اور زندگی وقف کر دی ـــــ آپ کی پہلی بیوی مشرقی بنگال میں ہی

تھیں - قادیان میں حضرت مصلح موعود نوّر اللہ مرقدہٗ کے مشورہ سے آپ کی شادی مولینا ظل الرحمن صاحب مبلغ بنگلہ دیش (برادر مکرم صوفی مطیع الرحمن صاحب بنگالی مبلّغ امریکہ) کی بیٹی (جو جناب مجیب الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کی ہمشیرہ ہیں) سے ہوئی ۔ یکم اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بطور مبلغ آپ کی ابتدائی تقرری ہوئی۔

تقسیمِ ملک کے بعد آپ بنگال تشریف لے گئے جہاں آپ نہایت محنت اور ہمت سے صبر آزما حالات میں بھی تبلیغی خدمات بجالاتے رہے ۔ آپ نہایت دُعا گو بزرگ ، جیّد عالم اور درویش منش انسان تھے نیز مخلص سادہ طبع ، کم گو، محنتی، منکسر المزاج اور نیک سیرت تھے اور اپنے علاقہ میں احمدیت کا مثالی نمونہ تھے ۔ بہت متوکل انسان تھے ۔ توکل کا یہ عالم تھا کہ گھر میں تین بیویاں رہیں لیکن سخت سے سخت حالات میں اور کثرتِ عیال میں بھی معاش کی فکر کبھی نہیں کی ۔ ہمیشہ خدا کی ذات پر بھروسہ کیا اور خدا کا سلوک بھی آپ کے ساتھ اس نیک ظن کے مطابق ہی ہوتا تھا ۔ آپ واقعی اسم بامسمّٰی تھے یعنی نیکیوں اور خیرات کے جامع اور اللہ سے محبت کرنیوالے ۔ احمدیت سے پہلے لوگ آپ سے تعویذ وغیرہ لیا کرتے تھے اور قبولِ احمدیت کے بعد بھی لوگ آپ کے ساتھ بہت ادب اور احترام سے پیش آتے اور آپ کی بزرگی کی قدر کرتے ۔ مولوی صاحب موصوف کے خلوصِ نیت اور قربانی کی مثال اِس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے کہ اپنے سب سے بڑے بیٹے مکرم محمود احمد صاحب کو وقف کر دیا ۔ آپ کے خلوص اور دُعاؤں کا خدا نے یہ صلہ دیا کہ اس قربانی کو قبول فرمایا اور مکرم محمود احمد صاحب کو اہم خدماتِ دینیہ بجالانے کی سعادت مل رہی ہے ۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔

آپ نے دو بیویاں اور چار بیٹیاں (جو شادی شدہ ہیں) اور مکرم محمود احمد صاحب کے علاوہ دو کم سِن بیٹے چھوڑے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

اور مکرم مولوی صاحب مرحوم و مغفور کو اعلیٰ علّیّین میں بلند مراتب اور درجات عطا فرمائے ۔ (آمین) ۔

والسّلام

ہم ہیں ممبرانِ عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ٹریکٹروں کی مرمت کا اعلیٰ مرکز

انور علی ٹریکٹر ورکشاپ

گولارچی ضلع بدین

فون 45

آپ ہمارے کام کو ہمیشہ
تسلی بخش پائیں گے

احمد موٹرس آٹوموبائل انجینئرز

فون ۴۰۴۴۵

جرمن اور جاپانی گاڑیوں کی مرمت کا خصوصاً
اعلیٰ انتظام۔ گاڑیوں کی اطمینان بخش اوورہالنگ، ڈینٹنگ،
پینٹنگ۔ الیکٹرک۔ ویل۔ بیلینسنگ۔ ویل الائنمنٹ
کے لیے رجوع فرمائیں

عنایت بازار اوجڑی کیمپ

مری روڈ۔ راولپنڈی

بشیر ٹریکٹر ورکشاپ

کھوسکی ضلع بدین

یہاں ہر قسم کے ٹریکٹروں کی مرمت
تسلی بخش کی جاتی ہے

پروپرائٹر: بشیر احمد گوندل

نئے لاؤڈ سپیکر

اور اس سے متعلقہ سامان کیلئے
آپ کی اپنی دکان

چوہدری ٹریڈرز

۶۔ ہال روڈ۔ لاہور

فون نمبر: ۳۱۲۳۸۶

پورے اعتماد کے ساتھ بارعایت اور
اعلیٰ کوالٹی کا سامان خریدیں

مجلس خدام الاحمدیہ گیمبیا کا پہلا سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ گیمبیا کو جماعت احمدیہ گیمبیا کے جلسہ سالانہ منعقدہ ۹ رتا ۱۱ر اپریل کے موقعہ پر ۱۰ر اپریل کے ایک خصوصی سیشن میں اپنا پہلا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اجلاس الحاج لومین جوارا صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ گیمبیا کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم و محترم مولانا داؤد احمد صاحب حنیف امیر و مشنری انچارج گیمبیا (جو نائب صدر مجلس بھی ہیں) مہمانِ خصوصی تھے۔

تلاوتِ قرآن کریم اور عہد کے بعد قائد صاحب نے صدر مجلس مرکزیہ کی طرف سے موصولہ پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ منیر احمد صاحب منیب نے "یا عین فیض اللہ والعرفان" کے چند اشعار پڑھ کر سنائے ۔ اس اجتماع میں کُل چار تقاریر ہوئیں ۔

پہلی تقریر مکرم قائد صاحب نے "خدام الاحمدیہ اور اس کے کام" کے موضوع پر کی۔ اور بڑے ہی احسن رنگ میں شعبۂ تربیت، اصلاح و ارشاد اور تعلیم کے کاموں پر روشنی ڈالی اور خدام کو اُن کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔

دوسری تقریر مکرم استاذ ابوبکر تورے صاحب نے "خلافت کی برکات" کے موضوع پر کی۔ ان کے بعد مکرم حامد ایمبانی صاحب نے "آخری زمانہ کے نشانات" کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر میں مکرم نائب صدر صاحب مجلس نے حاضرین سے رُوح پرور خطاب فرمایا۔

آنمحترم نے اپنے خطاب میں خدام الاحمدیہ کی جماعت میں اہمیت کو واضح کیا، اور خدام کو اسلامی طرزِ زندگی اپنانے کی تلقین کی۔

عہد اور دُعا پر یہ اجتماع بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

اجلاس میں ۱۲۵ خدام اور ۳۵ اطفال کے علاوہ متعدد انصار اور غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت فرمائی۔

جلسہ سالانہ کی بیشتر ڈیوٹیاں مثلاً جلسہ گاہ کی تیاری، قیام و طعام کا بندوبست، لاؤڈ سپیکر اور روشنی کا انتظام جماعتی تربیتی مساعی پر مبنی چارٹس کی تیاری و نمائش اور بک سٹال خدام کے ذمہ تھے۔ خدام نے یہ ڈیوٹیاں بڑے ذوق و شوق اور لگن سے ادا کیں۔ نیز روزانہ نماز تہجد کی ادائیگی میں بھی باقاعدہ شامل ہوتے رہے۔

مرتبہ: منیر احمد جاوید
(نائب مدیر)

اخبارِ مجالس

قیادت ضلع کراچی

شعبۂ صحت جسمانی: ۳۰/اپریل ۱۹۸۲ء کو چھ بجے شام فضل عمر کلب اور وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کلب کے مابین وائی۔ ایم۔ سی۔ اے گراؤنڈ کراچی میں باسکٹ بال کا ایک میچ ہوا۔ فضل عمر کلب نے یہ میچ ۶۸ کے مقابلہ میں ۹۶ پوائنٹس سے جیت لیا۔ میچ کے اختتام پر مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے تمام کھلاڑیوں اور ریفری صاحبان میں انعامات تقسیم فرمائے۔

شعبۂ اعتماد: ۲۹/جون کو قیادت ضلع کی طرف سے احمدیہ ہال کراچی میں مکرم ملک محمد سلیم صاحب اور مکرم مظفر منصور صاحب (مربیان سلسلہ) کے اعزاز میں ایک الوداعی افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ مدعوین میں جماعت کے بزرگان کے علاوہ تمام قیادتوں کے قائدین شامل تھے۔ اس موقعہ پر قائد صاحب ضلع نے خطاب کرتے ہوئے دونوں مربیان کی خدمات کو سراہا اور خدام الاحمدیہ کی ہر تقریب میں اُن کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر دونوں مربیان نے خدام کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور قیمتی نصائح سے نوازا۔

واہ کینٹ: ۸/مئی تا ۱۴/مئی ہفتہ اصلاح و ارشاد منایا گیا۔ ۲۹ خاندانوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اور ۳ مجالس مذاکرہ منعقد ہوئیں۔ جن میں ۱۳۵ افراد تک پیغام احمدیت پہنچایا گیا۔ پروگرام نہایت کامیاب رہا۔

ڈرگ روڈ۔ کراچی

سائیکل سفر و پکنک: ۲۸/مئی کو دیہات کے سروے کے سلسلہ میں ایک سائیکل سفر کا پروگرام بنایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسی سفر کے دوران ایک پکنک کا پروگرام بھی بنایا گیا۔ یہ پکنک ڈھلوتی بنگلہ پر منائی گئی۔ وہاں پر ہمارے علاوہ کچھ سرکاری ملازمین بھی مع اہل و عیال پکنک منانے کے لیے آئے ہوئے تھے

جُمعہ کا روز تھا۔ ہم نے نماز جُمعہ کے لئے اذان دی تو وہ لوگ بھی ہمارے ساتھ جمُعہ کی ادائیگی کے لئے آ گئے۔ مکرم نائب قائد صاحب نے جماعت احمدیہ کے عقائد کے موضوع پر خطبہ دیا خطبہ سُن کر وہ لوگ بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ آج عرصہ دراز کی ساری غلط فہمیاں دُور ہو گئی ہیں، آپ تو اپنے ہی ہیں۔ اور یوں اس پکنک کے دُوران خدا نے ہمیں پیغامِ حق پہنچانے کی توفیق عطا کر دی۔

ہفتۂ اشاعت: ۴ر تا ۱۱ر جون ہفتہ اشاعت منایا گیا۔ "خالد" کے ۲۵ نئے خریدار بنائے گئے۔ تشحیذ پہلے ہی ۱۰۰ بز آ رہا ہے۔

دار الذکر فیصل آباد

ہفتۂ تعلیم و تربیت: ۱۶ تا ۲۲ر جون ہفتۂ تعلیم و تربیت منایا گیا۔ مجلس کے چھ حلقہ جات میں اجلاس منعقد ہوئے اور مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ نماز تہجد با جماعت سب حلقوں میں ادا کی گئی۔ "جنگِ مقدّس" کا مطالعہ کروایا گیا۔ نمازوں میں حاضری بڑھائی گئی۔ مجلس عاملہ کے اجلاس میں خدام اور اطفال عہدیداران کا کلوا جمیعًا ہُوا۔

● ۱۸ر جون کو مثالی وقارِ عمل منایا گیا۔ ۸۱ خدام، اطفال و انصار نے ایک گھنٹہ تک مسجد اور اس کے ماحول کی صفائی کی۔ مسجد کے سامنے گراؤنڈ میں پھولوں کی ۲ کیاریاں تیار کی گئیں۔

● ماہ جون میں مجلس کے ۲۷ خدام اور ۱۶ اطفال پر مشتمل وفود مختلف اوقات میں سول ہسپتال فیصل آباد گئے۔ مریضوں کی عیادت کی اور انہیں -/۱۶۰ روپے کے پھل اور ادویات پیش کیں۔

بشیر آباد (سندھ):

۱۹ر تا ۲۲ر جون رِنگ ٹورنامنٹ ہُوا۔ ۸ ٹیموں نے شرکت کی۔ ۴، ۴ ٹیموں پر مشتمل دو پول بنائے گئے۔ ۲۲ر جون کو فائنل مقابلے ہوئے۔ ٹورنامنٹ بڑا کامیاب رہا اور خدام کے علاوہ اطفال اور انصار نے بھی اس میں حصہ لیا۔ ۲۵ر جون کو بعد نماز جمعہ کامیاب ٹیموں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

● ۸ر جون کو خدام و اطفال نے مثالی وقارِ عمل منایا۔

راولپنڈی صدر:

اصلاح وارشاد کے تحت رمضان میں مجلس کے ۷ حلقوں میں ۱۰ تبلیغی نشستوں کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں مجموعی طور پر ۴۹ غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔ مربّی سلسلہ اور سیکرٹری صاحب اصلاح وارشاد نے غیر از جماعت احباب کے سوالات کے جواب دیئے۔ ہر نشست کے اختتام پر افطار پارٹی کے علاوہ غیر از جماعت احباب کی خدمت میں جماعت کا لٹریچر بھی

396 35
صرف ٹائٹیل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا

Monthly KHALID RABWAH
Regd. No..L6830 Editor : Mirza Mohammad Din Naz SEPTEMBER 198

برادرم مکرم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے والد محترم مولانا ابوالخیر محب اللہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پرانے مبلغ، عالم باعمل، مخلص اور فدائی کارکن بنگلہ دیش میں طویل عرصہ تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے پچھلے دنوں ۶۲ باسٹھ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔